اسلام
کیسے
شروع
ہوا؟
www.KitaboSunnat.com
عبدالواحد سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com
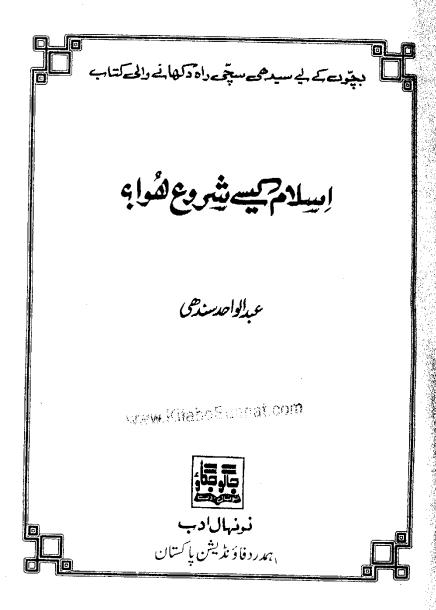
بچّوں کے لیے سیدھی سچّی راہ دکھانے والی کتاب

اِسلام کیسے شروع ہُوا؟

عبدالواحد سندھی

نونہال ادب

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان

ناشر : ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان
ناظم آباد ۳ کراچی ۷۴۶۰۰

طابع : الفیصل گرافکس کراچی

اشاعت : ۲۰۰۲ء

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

قیمت : ۴۰ رُپے

Website address: www. hamdard.com.pk

ان مسلمان بچوں کے نام

جو اس کتاب کے پڑھنے بعد یہ ارادہ کرلیں کہ اپنے اچھے کاموں، اچھی باتوں اور اپنی زندگی کے اچھے نمونے سے اپنے غیر مسلم پڑوسیوں پر ظاہر کردیں گے کہ اسلام لوگوں کے لیے رحمت ہے، اسلام دوسروں کی خدمت کرنے کا نام ہے۔ اسلام غریبوں، مصیبت کے ماروں، بھوکوں، ننگوں اور اپاہجوں کی مدد کرنے کا نام ہے، اسلام گرے ہوئے لوگوں سے محبت کرنے اور ان کو اپنا بھائی بنانے کا نام ہے۔ اسی کا نام اسلام پھیلانا ہے اور یہی اسلام ہم سے چاہتا ہے۔ جب ہم ایسا کریں گے، اسلام آپ ہی آپ لوگوں میں پھیلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوں گے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے خوش ہوئے۔

بچوں کی بھلائی چاہنے والا

عبدالواحد

تعارف

عبدالواحد سندھی ۱۹۰۵ء میں ہالیجی سندھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھوٹکی میں حاصل کی۔ پھر اعلا تعلیم کے لیے جامعہ ملیہ علی گڑھ چلے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر ذاکر حسین نے ان کا تقرر ایک استاد کی حیثیت سے جامعہ ملیہ' دہلی میں کر دیا۔ ۱۹۴۷ء میں یہ پاکستان آ گئے اور وزارت اطلاعات میں شامل ہو گئے جہاں انھیں سندھی ماہنامہ "نئیں زندگی" کا ایڈیٹر مقرر کر دیا گیا۔ محکمہ اطلاعات سے ریٹائر ہونے کے بعد وہ "ستارہ" کے مدیر ہوئے جو جامعہ ملیہ کراچی سے شائع ہوتا تھا۔

ڈاکٹر ذاکر حسین کے ایما پر عبدالواحد سندھی نے بچوں کے لیے کتابیں لکھنا شروع کیں۔ یہ کتابیں بہت مقبول ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ان کی کتاب "رسولؐ پاک کون تھے" خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ اس کتاب نے اتنی مقبولیت حاصل کی کہ اس کے اب تک بیس ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی کتابیں "اسلام کیسے پھیلا' قرآن پاک کیا ہے" اور "اسلام کے مشہور سپہ سالار" ۷۰ سال گزرنے کے بعد اب تک ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں۔ انھوں نے ۱۹۸۸ء میں کراچی میں انتقال کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام ہمارا تمہارا دین ہے' یہ دین اس زمانے سے چلا آ رہا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آدمی کو پیدا کیا ہے' اور جب تک یہ دنیا ہے- یہ دین بھی رہے گا' اس دین کے سکھانے کے لیے مختلف وقتوں اور مختلف ملکوں میں اللہ کے بھیجے ہوئے انسان آئے جن کو رسول کہتے ہیں- یہ رسول لوگوں کو اسلام سکھانے آئے- تم پوچھو گے اسلام کیا ہے؟

آؤ ہم بتائیں- اسلام کی بڑی بڑی باتیں پانچ ہیں- ایک ایک کر کے تمہیں بتاتے ہیں' ذرا کان لگا کر سنو-

ا- اللہ ایک ہے اور اس کے سب رسول سچے ہیں:- اسلام سکھاتا ہے کہ یہ چوڑی چکلی زمین جس پر ہم رہتے بستے ہیں' جس پر کہیں آسمان سے باتیں کرنے والے اونچے اونچے پہاڑ ہیں تو کہیں سنسان جنگل' کہیں چٹیل میدان ہیں تو کہیں ہرے بھرے باغ' کہیں بل کھاتی ہوئی ندیاں ہیں تو کہیں بڑے بڑے سمندر اسی زمین

پر انسان بھی رہتا ہے۔ پرندے بھی اور چرندے بھی۔

ذرا نیلے نیلے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھو، دن کو روشن سورج اور رات کو نورانی چاند، جس کے چاروں طرف جگ مگ جگ مگ کرتے ہوئے ستارے ہیں۔

ان چیزوں کو دیکھ کر تم نے کبھی نہ کبھی یہ ضرور سوچا ہوگا کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ کیا یہ سب چیزیں آپ ہی آپ پیدا ہوگئیں؟ یہ نہ سمجھنا کہ یہ ساری دنیا آپ ہی آپ پیدا ہوگئی ایسا نہیں ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی بنانے والا ہے وہ کون ہے؟ وہ اللہ ہے۔

اللہ ایک ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ وہی اس ساری دنیا کا بنانے والا ہے، وہی سب کا مالک ہے۔ وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے۔ ہم سب اس کے بندے ہیں۔ وہی عبادت کے لائق ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اللہ نے اپنے بندوں کو نیک اور اچھا بنانے کے لیے اپنے رسول بھیجے، جن کا کام یہ تھا کہ لوگوں کو اچھی باتیں سکھائیں اور بری باتوں سے روکیں۔ ان اچھے لوگوں کی تعداد کسی کو معلوم نہیں، دنیا میں کوئی قوم یا ملک ایسا نہیں ہے جہاں اللہ کے رسول نہ آئے ہوں۔

اسلام سکھاتا ہے کہ ان سب رسولوں کو سچا مانو اور ان پر ایمان لاؤ۔ سب

رسولوں کے سردار اوران کے کام کو پورا کرنے والے ہمارے تمھارے آقا حضرت محمد ﷺ ہیں۔

اسلام سکھاتا ہے کہ اس بات کا پکا یقین کرلو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آئے گا۔ آپؐ تمام رسولوں کے سردار ہیں، آپ نے آن کر اسلام کو پورا کیا، اب اسلام قیامت تک سدا بہار پھول کی طرح رہے گا۔ رسولوں کے سردار کی کتاب یعنی قرآن مجید آخری کتاب ہے، اس کے بعد دنیا کو کسی کتاب کی ضرورت نہ ہوگی۔

اسلام سکھاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک جتنے اللہ کے رسول آئے ہیں ان سب پر ایمان لاؤ۔ ان کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرو اور ان کی پاک صاف زندگیوں کی پیروی کرو۔ اس پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے اور ان کو ہادی اور رہبر ماننا اور ان کی عزت کرنا ہمارا تمہارا ایمان ہے۔ اللہ کے سب رسولوں پر رحمت اور سلامتی ہو۔

۲۔ نماز:- اسلام سکھاتا ہے کہ بس اللہ کے آگے اپنا سر جھکاؤ۔ اس کے سوا کسی کے سامنے نہ جھکو۔ اسی سے اپنی مرادیں مانگو، نماز اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے، نماز پانچ وقت کی ہے، یہ ہماری بھلائی کے لیے ہم پر فرض ہے۔

مسلمان خواہ امیر ہوں خواہ غریب، بوڑھے ہوں یا جوان، گورے ہوں یا

کالے سب کے سب ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اپنے امیر کی اطاعت اور حکم ماننے کا خیال اچھی طرح ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے اور ان میں فوجی شان پائی جاتی ہے۔ اپنے بھائیوں سے پیار اور محبت کا خیال پیدا ہوتا ہے' ایک دوسرے سے مل کر کام کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ ہر وقت کی صفائی اور صبح اٹھنے سے تندرستی بھی ٹھیک رہتی ہے' ہر کام وقت پر کرنے کی عادت الگ پڑ جاتی ہے' لیکن سب سے بڑی اور اچھی بات یہ ہے کہ آدمی بڑے ادب اور سلیقے کے ساتھ اپنے مالک کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور اپنے بندے ہونے کی شان کو اپنے حال سے ظاہر کرتا ہے' اور یہی انسان کی بڑی خوبی ہے۔ اچھی طرح دل لگا کر نماز پڑھنے کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اللہ سے اور اللہ کو اپنے سے نزدیک سمجھنے لگتا ہے' اس لیے اس کی ہمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ پھر سوا اللہ کے اور کسی سے نہیں ڈرتا اور اپنے مالک کے سوا کسی کی غلامی کو پسند نہیں کرتا۔

۳۔ رمضان کے روزے:۔ اسلام کی تیسری تعلیم یہ ہے کہ سال بھر میں رمضان کے پورے مہینے میں روزے رکھو۔ روزے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ صبح بہت سویرے سے لے کر شام کو سورج ڈوبنے تک نہ کھاؤ۔ نہ پیو' نہ لڑو' نہ کسی سے گالی گلوچ کرو۔ بس اپنا کام کرو اور ہر وقت اللہ کا دھیان رکھو۔ تم کہو گے اس سے فائدہ؟

روزے کے بڑے فائدے ہیں- یہاں دو تین باتیں سن لو- بڑے ہو کر کتابوں میں روزے کے اور فائدے بھی پڑھ لو گے' اپنی بھوک پیاس میں غریبوں کی بھوک پیاس کا خیال اچھی طرح رہتا ہے' صحت ٹھیک رہتی ہے اور اپنے جی کو روکنے اور غصے کو مارنے کی عادت ہو جاتی ہے-

۴- زکوٰۃ:- اسلام سکھاتا ہے- خوب کماؤ خوب کھاؤ پیو مگر اپنے غریب بھائیوں کو اور اپنی قوم کو مت بھولو' غریبوں کی مدد کرو- ہر وقت اپنی قوم کی بھلائی کا خیال رکھو' جن کو اللہ نے بہت کچھ دے رکھا ہے ان کا فرض ہے کہ اپنی سال بھر کی آمدنی میں سے اپنے غریب بھائیوں کی مدد کریں- اس مدد کا نام اسلام نے زکوٰۃ رکھا ہے-

یہ چیز بھی ہماری بھلائی کے لیے ہم پر فرض کر دی گئی ہے' زکوٰۃ سے مسلمانوں کا قومی خزانہ بنتا ہے' جس کا نام اسلام نے بیت المال رکھا ہے- بیت المال کا فائدہ یہ ہے کہ اس روپے سے مسلمانوں کی قومی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں- مسجدوں کا انتظام اس سے ہوتا ہے- غریبوں' اپاہجوں' ناداروں' قرض داروں' یتیموں' بیواؤں کی اس سے مدد کی جاتی ہے- ملک کی حفاظت کے لیے لشکروں کی تیاری کی جاتی ہے' توپیں' بندوقیں' ہوائی جہاز اس سے خریدے جاتے ہیں' فوج کی تمام ضرورتیں بیت المال کے روپے سے پوری کی جاتی

ہیں- مسافر خانے' راستے' سڑکیں' کنویں پل اسی خزانے سے بنوائے جاتے ہیں اور ملک بھر میں اسی روپے سے مدرسے کھولے جاتے ہیں- اسی روپے سے غلاموں کو آزاد کرایا جاتا ہے-' تم سمجھ گئے ہو گے کہ زکوٰۃ کے کتنے فائدے ہیں' اگر سب مالدار مسلمان زکوٰۃ دیں اور وہ اچھی طرح خرچ کی جائے تو نہ کوئی مسلمان کنگال نظر آئے نہ کوئی محتاج' نہ کوئی جاہل دکھائی دے اور نہ کوئی بیکار-

۵- خانہ کعبہ کا حج:- اسلام سکھاتا ہے کہ وہ مسلمان جن کو اللہ میاں نے کافی دولت دی ہے وہ کم سے کم ایک مرتبہ اپنی عمر میں اپنے پیارے رسول ﷺ کے پیارے دیس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں- خانہ کعبہ کی زیارت کر آئیں- نبیوں کے سردار کے مزار کی زیارت کر آئیں-

تم جانتے ہو گے کہ مسلمان دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں' مشرق' مغرب' شمال' جنوب سب طرف' دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جہاں مسلمان نہ رہتے ہوں- ان سارے ملکوں کے لوگ خانہ کعبہ کا حج کرنے آتے ہیں' آپس میں ملتے ہیں' اسلامی بھائی چارہ قائم کرتے ہیں اور اسلام کی اصلی شان دیکھتے ہیں' جب تمام دنیا کے رہنے والے مسلمان جن میں گورے بھی ہوتے ہیں اور کالے بھی مکے کے باہر عرفات کے میدان میں احرام باندھے یعنی ایک چادر کا تہمد باندھے اور ایک چادر سے بدن ڈھانکے سب کے سب اللہ کے سامنے کھڑے ایک دعا

پڑھتے رہتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے :

اے میرے مولا! میں حاضر ہوں، اے میرے مولا! میں حاضر ہوں- تیرا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں- ہر نعمت اور ہر ملک بس تیرے ہی لیے ہے- تیرا کوئی ساجھی نہیں-"

عرفات کے میدان میں جب مسلمان یہ دعا پڑھتے ہیں تو سارے کا سارا میدان اس دعا کی آواز سے گونج اٹھتا ہے-

اسلام کا پیام لانے والے رسول کہلاتے ہیں

اللہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے- وہ چاہتا ہے کے بندے نیک اور اچھے ہوں اور میل ملاپ سے رہیں نہ دوسروں کو دکھ پہنچائیں نہ خود دکھی ہوں- دنیا میں کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ دم بھر میں اچھی باتیں سمجھ جاتے ہیں اور انھیں کرنے بھی لگ جاتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں سمجھاتے سمجھاتے تھک جائیں مگر وہ اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے مارے نہیں سمجھتے اور نہیں مانتے-

اللہ نے لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے کے لیے کچھ آدمی بھیجے جو لوگوں کو یہ سکھاتے ہوئے آئے کہ اللہ کو ایک مانو، دوسری دنیا کا یقین رکھو- آپس میں میل جول رکھو- کسی کو دکھ نہ دو- انھیں باتوں کو اسلام کی باتیں کہا جاتا ہے اور انھیں

باتوں کے بتانے والے رسول کہلاتے ہیں۔

جب سے آدمی پیدا ہوئے ہیں اسی وقت سے دین اسلام بھی جاری ہے اور جب تک یہ دنیا رہے گی یہ دین بھی رہے گا۔ اسی دین کے سکھانے کے لیے رسول ہر زمانے ہر ملک اور ہر قوم میں آئے۔ ان کا سلسلہ حضرت آدم سے لے کر ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ تک رہا۔ شروع شروع میں اللہ نے چھوٹے چھوٹے ملکوں اور تھوڑے لوگوں کے لیے رسول بھیجے اور پھر آہستہ آہستہ بڑے بڑے ملکوں اور بڑی بڑی قوموں کے پاس رسول بھیجے اور آخر میں ساری دنیا کی ہدایت کے اور بھلائی کے لیے ہمارے ہادی محمد ﷺ کو بھیجا۔ انھوں نے آن کر اس دین کو پورا کر دیا۔

اس کی مثال یوں سمجھو کہ تم نے بڑی بڑی عمارتیں بنتی ہوئی دیکھی ہوں گی جو مدتوں میں جا کر پوری ہوتی ہیں۔ یہی حال اسلام کی عالی شان اور خوب صورت عمارت کا سمجھو۔ اسلام کی عمارت کا بنیادی پتھر رکھنے والے حضرت آدم تھے۔ حضرت آدم سے لے کر ہمارے رسول ﷺ تک جتنے پیغمبر آئے۔ وہ سب کے سب اس عمارت کے راج تھے اور یہ لوگ دنیا کے لوگوں کی ضرورت کے مطابق اسلام کی عمارت اللہ میاں کے حکم سے اونچی کرتے آئے۔ یہاں تک کہ آخری راج جو ان سب راجوں کے سرتاج تھے انھوں نے آن کر اسلام کی عمارت

کو نہ صرف پورا ہی کیا بلکہ اسے پختہ بھی کیا اور اسے حد درجہ خوب صورت بھی بنا دیا۔ اب کیا مجال کہ اسلام کی عمارت کو کچھ نقصان پہنچ سکے اور اس میں ذرا بھی بدنمائی اور بدصورتی ہو۔ جوں جوں دنیا ترقی کرے گی لوگ اس کی خوب صورتی کے شیدائی بنتے جائیں گے۔

ان رسولوں کو اسلام کی عمارت کے تیار کرنے میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔ انھوں نے تکلیفوں کو سہا اور اف تک نہ کی۔ دن رات اپنے کام میں لگے رہے۔ ایسا بھی ہوا کہ شریر لوگوں نے لکڑی کی طرح ان کو آروں سے چیر ڈالا۔ ایسا بھی ہوا کہ ان کو آگ میں جھونک دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سب کی حفاظت کی۔ اسلام کی عمارت برابر خوب صورت اور عالیشان ہوتی رہی۔

آخری رسول کے آنے کی خبریں

اللہ کے جتنے رسول آئے انھوں نے لوگوں کو اپنے اپنے وقتوں میں بتایا کہ اسلام کو پورا کرنے کے لیے ایک رسول آئے گا جس کے بعد یہ دین پورا ہو جائے گا۔ پھر قیامت تک یہی دین رہے گا اور اس دین کی آخری کتاب یعنی قرآن لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کرے گی۔

ہزاروں سال ہوئے کہ اللہ کے ایک بڑے پیغمبر گزرے ہیں جن کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام تھا' انھوں نے مکہ میں اللہ کا گھر بنایا۔ اس کو بیت اللہ یا

خانہ کعبہ کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کے گھر کی دیواریں بناتے وقت جو دعا مانگی تھی اس میں آخری رسول کی آمد کی اللہ سے دعا مانگی تھی:

"اے ہمارے رب! ہمارا یہ کام قبول کر بے شک تُو
دعا سنتا ہے اور نیتوں کو جانتا ہے۔ ہمیں اپنی اطاعت
کرنے والا بنا۔ ہماری اولاد میں سے ایک گروہ پیدا
کر جو بس تیرا ہی حکم مانے اور انھیں میں سے ایک
رسول بھیج جو تیری آیتیں پڑھ کر لوگوں کو سنائے اور
ان کو کتاب (قرآن) اور عقل (دین) کی باتیں
سکھائے' اوران کو برائیوں سے پاک صاف کرے۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعا کو قبول کیا۔ آگے چل کر انھیں کی اولاد میں سے رسول پاک ﷺ کو پیدا کیا' انھوں نے نہ صرف عرب کے ملک کو کتاب (قرآن) اور عقل (دین) کی باتیں سکھائیں بلکہ تمام دنیا کو کتاب اور حکمت کی باتیں بتائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بڑے رسول گزرے ہیں۔ یہ رسول پاکؐ سے پانچ سو اکہتر سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حضرت

موسیٰ کی قوم کی طرف ان کی اصلاح کے لیے بھیجا تھا-تم جانتے ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم یہود کہلاتی ہے-یہ قوم بڑی ضدی اور اکھڑ تھی-ان کے پاس بہت سے رسول آئے-انھوں نے ان کو دین کی باتیں بتائیں مگر اس قوم نے ہمیشہ اللہ کے رسولوں کو ستایا اور تکلیفیں پہنچائیں-حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں دن رات دین کی طرف بلایا مگر انھوں نے ان کی باتوں کو نہ مانا-

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی اور ان سے کہا لوگو! میں تمھیں ایک رسول کے آنے کی خوش خبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا-اس کا نام احمدؐ ہوگا-تم اللہ سے ڈرو میری بات مانو اور اللہ کی عبادت کرو-

ہوا بھی ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ سو اکہتر برس بعد رسول پاکؐ دنیا میں آئے اور دنیا کے لوگوں سے کہا "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں-"

آخری رسول سے پہلے دنیا کی حالت

پانچ سو اکہتر سال ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جہاں سے تشریف لے جا چکے تھے' دنیا میں سب طرف برائیاں ہی برائیاں پھیلی ہوئی تھیں' جہالت کی گھٹائیں ساری دنیا پر چھائی ہوئی تھیں-

لوگ درندوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرتے تھے' لوگوں کی صورتیں تو انسان کی سی تھیں' مگر ان کی عادتیں اور چال چلن جانوروں کے سے تھے- بھائی کو بھائی سے بیر تھا- باپ بیٹے کا دشمن تھا اور بیٹا باپ کا-

دنیا میں کہیں تو بتوں' دریاؤں' درختوں' پہاڑوں انسانوں اور جانوروں کی پوجا ہو رہی تھی' اور کہیں آگ' سورج' چاند اور ستاروں کو اللہ سمجھا جاتا تھا اور کہیں دیویوں اور دیوتاؤں سے مرادیں مانگی جاتی تھیں- جتنے رسول اور پیغمبر دنیا میں آئے تھے انھوں نے جو اچھی اچھی باتیں لوگوں کو بتائیں تھیں- دنیا والوں نے ان سب کو ایک ایک کر کے بھلا دیا تھا' یہاں تک کہ اللہ کو بھی وہ بھول گئے تھے- نہ کوئی دین ٹھیک رہا تھا' نہ کوئی اللہ کی کتاب' لوگوں نے دین کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کا بنا لیا تھا اور اللہ کی کتابوں کو بدل ڈالا تھا- دنیا برائیوں سے بھری ہوئی تھی-

اللہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے گمراہ ہوں' وہ چاہتا ہے کہ سچے اور نیک بنیں- میل ملاپ سے رہیں' اسی غرض کے لیے اللہ کے رسول اور پیغمبر آئے' وہ مختلف ملکوں اور مختلف قوموں میں آئے' انھوں نے لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں-

دن پر دن دنیا آگے بڑھ رہی تھی' پہلے ایک ملک کے لوگ بھی ایک

دوسرے کو مشکل سے پہچانتے تھے- شروع شروع میں دنیا بالکل بچے کی طرح تھی جو بس اپنے رشتہ داروں ہی کو جانتا ہے- اس کی ضرورتیں بھی تھوڑی سی ہوتی ہیں' اس لیے دنیا کو چھوٹے چھوٹے رسولوں کی ضرورت تھی جو چھوٹے چھوٹے ملکوں اور چھوٹی چھوٹی قوموں کی اصلاح کریں' اور ان کو آگے کے لیے تیار کریں' ان کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے رسول بھیجے- جنھوں نے بہت سے لوگوں کو اچھائی کی باتیں بتائیں-

جب دنیا میں آخر رسول پیدا ہوئے تو زمانہ بدل چکا تھا' دنیا کی قومیں ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگی تھیں- اب چھوٹے چھوٹے پیغمبروں کے کام ختم ہو چکے تھے- پانچ سو سال سے بھی زیادہ عرصے سے دنیا میں کوئی رسول یا پیغمبر دنیا کی بھلائی کے لیے نہیں آیا تھا' ساری دنیا کو ایک ایسے ہادی کی ضرورت تھی جو انھیں جہالت کے اندھیرے سے نکال کر علم اور عقل کی روشنی میں لے آئے- دنیا والوں کو ایک ایسے رہبر کی تلاش تھی جو ان کو سیدھی راہ پر لے چلے-

اس کی مثال اس طرح سمجھو کہ جیسے رات کے اندھیرے میں ستاروں اور چاند کی روشنی ہوتی ہے- پھر سورج نکلتے ہی ساری دنیا روشن ہو جاتی ہے' اس کے بعد دنیا کو روشن کرنے کے لیے کسی چاند یا ستارے کی ضرورت نہیں رہتی' بس سورج ہی ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے-

اسی طرح پیغمبری کا حال سمجھو شروع شروع میں چھوٹے چھوٹے رسول آئے وہ ستاروں کی طرح تھے' پھر ان سے بڑے رسول آئے وہ چاند کی طرح تھے' اس کے بعد اللہ نے اپنی رحمت سے دنیا کی ہدایت کی۔ پیغمبری کا سورج نکلا۔ جس کی کرنوں نے دنیا کے کونے کونے کو روشن کر دیا۔ جس طرح سورج کی روشنی سے دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز چمک اٹھتی ہے' اسی طرح آخری رسولؐ کے آنے سے دنیا کے سب رہنے والوں نے اس کی بتائی ہوئی اچھی باتوں سے فیض پایا اور پا رہے ہیں۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول خدا حضرت محمدؐ عرب کے مشہور شہر مکے میں پیدا ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ مکے کے ایک مشہور معزز خاندان قریش میں سے تھے' رسول پاکؐ پورے چھ سال کے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ والد اور والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا' دادا نے آپ کی پرورش کی۔ دو سال کے بعد دادا کا بھی انتقال ہو گیا اور اب چچا ابو طالب کی حفاظت میں آئے۔

رسول پاک بچپن ہی سے ایسے اچھے اور نیک تھے کہ جو شخص آپ سے ملتا تھا' محبت کرنے لگتا تھا' آپ کی دیانت داری' ایمان داری' سچائی اور اچھی عادتیں مکے بھر میں مشہور تھیں۔

پچیس برس کی عمر میں آپؐ نے ایک معزز خاتون' بی بی خدیجہؓ کے روپے سے تجارت کرنا شروع کی- رسول پاکؐ کی کوشش اور تدبیر سے حضرت خدیجہؓ کو تجارت میں بڑا فائدہ ہوا- بی بی خدیجہؓ نے رسول پاکؐ کی سچائی' ایمانداری اور دیانت داری کی وجہ سے آپؐ سے شادی کرنے کی درخواست کی- ان کی عمر اس وقت چالیس سال کی تھی اور وہ بیوہ تھیں- رسول پاکؐ نے ان سے شادی کر لی-

بچپن ہی سے رسول پاکؐ برے کاموں سے بچتے تھے' غریبوں' یتیموں' بیواؤں' مسافروں اور محتاجوں کی مدد کرتے- تجارت سے جو کچھ کماتے وہ انھیں پر خرچ کرتے-

اللہ کی تلاش

اب رسولؐ پاک کی طبیعت میں دن پر دن اللہ کی تلاش کا شوق بڑھنے لگا- رات دن اللہ کی عبادت کرتے اور عربوں کی بہتری کی دعائیں مانگتے- آپ کرتے یہ تھے کہ دو' دو تین' تین دن کا کھانا لے کر مکے کے باہر غار حرا میں چلے جاتے- وہیں اللہ کی عبادت کرتے- زمین' آسمان اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو غور سے دیکھتے اور پھر لوگوں کی بھلائی کی ترکیبیں سوچتے- جوں جوں آپ سوچتے اللہ سے زیادہ قریب ہوتے جاتے- چنانچہ ایک دن جب آپ کی عمر

چالیس سال اور ایک دن کی ہوئی تو اللہ کے فرشتے جبرائیل علیہ السلام آپؐ کے پاس غار حرا میں آئے' اور اللہ کی طرف سے خوش خبری سنائی کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔لوگوں کی اصلاح کرنا آپ کا کام ہے۔

پیغمبری ملنا

اللہ کے فرشتے نے اس خوش خبری کے ساتھ ساتھ قرآن کا یہ ٹکڑا بھی پڑھ کر سنایا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞
اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۞

فرشتے نے رسولؐ پاک سے کہا کہ "پڑھیے"۔آپؐ نے فرمایا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ پھر فرشتے نے آپؐ کو سینہ سے لگایا اور آپؐ کو قرآن کی اوپر والی آیتیں پڑھائیں۔پیغمبری کے ساتھ ساتھ اللہ میاں نے آپ پر اپنے فضل اور مہربانی سے علم کے دروازے بھی کھول دیے' آپؐ اَن پڑھ تھے مگر اللہ نے آپ کو دنیا بھر سے زیادہ علم دے دیا۔

اس کے بعد رسول پاک اپنے گھر چلے آئے اور لیٹ گئے۔اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ سے فرمایا مجھے چادر اڑھا دو۔جب ذرا طبیعت ٹھیک ہوئی۔آپؐ نے بی بی خدیجہؓ کو یہ واقعہ سنایا۔آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ " مجھے اپنی جان کا

ڈر ہے"۔

بی بی خدیجہؓ نے رسولؐ پاک سے کہا کہ " آپؐ کیوں گھبراتے ہیں۔ آپؐ اپنے رشتہ داروں پر مہربان ہیں' آپؐ سچے اور ایماندار ہیں' یتیموں' بیواؤں' بیکسوں اور محتاجوں کی مدد فرماتے ہیں' مصیبت کے ماروں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپؐ ذرا بھی نہ گھبرائیں' اللہ آپؐ کی اچھائیوں اور نیکیوں کو بے کار نہ جانے دے گا۔"

بی بی خدیجہؓ پھر رسول پاک کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل بڑے عالم تھے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے دین سے اچھی طرح واقف تھے' کیوں کہ وہ خود عیسائی تھے۔ انھوں نے سارا ماجرا سنا تو کہا: " یہ نشانیاں بتا رہی ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں' آپ سارے رسولوں کے سردار ہوں گے۔ آپؐ کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا۔ یہ نشانیاں توریت اور انجیل میں موجود ہیں۔ ایک وقت آئے گا جب آپ کی قوم آپؐ کو مکے سے نکال باہر کرے گی۔"

رسول پاک نے پوچھا " کیا مجھے میری قوم نکال دے گی؟"

ورقہ بن نوفل نے کہا " جی ہاں' اس لیے کہ دنیا میں جب کسی رسول نے لوگوں کو نیک بننے کے لیے کہا بس اس کی قوم اس کی دشمن بن گئی۔ اگر میں اس

وقت تک زندہ رہا تو ضرور آپ ؐ کی مدد کروں گا۔"

اپنی اصلاح

تم نے دیکھا ہوگا کہ تمھارے اکثر استاد جو تم کو پڑھاتے ہیں وہ سال دوسال اس بات کے سیکھنے میں صرف کرتے ہیں کہ پڑھانا کس طرح چاہیے۔ بچوں کے لیے کس طرح اچھا نمونہ بنیں تا کہ وہ اپنے استاد کے اچھے نمونہ کو دیکھ کر اچھے اور نیک بنیں، استاد کی اچھائیوں کو دیکھ کر آپ ہی آپ ان اچھائیوں کو قبول کر لیں۔

اسی طرح اللہ کے جتنے رسول یا پیغمبر آئے ان کو کسی آدمی نے تعلیم نہیں دی۔ مگر اللہ اپنی مہربانی سے انھیں وہ باتیں سکھا دیتا ہے جو لوگوں کو سکھانی ہوتی ہیں اور ان کو اچھی باتوں کا ایک بہترین نمونہ بنا دیتا ہے تا کہ ان کے اچھے نمونوں کو دیکھ کر لوگ خود بخود ان کے پیرو بن جائیں۔

اسی دستور کے مطابق اللہ میاں نے اپنے آخری رسول کو جو سارے رسولوں کے سردار تھے۔ نبی ہونے کے بعد جو پیغام بھیجا وہ اپنی اصلاح کے متعلق تھا۔ یہ اس لیے کہ آپ ؐ اچھا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے پیش ہوں اور دنیا کے لوگ آپ ؐ کو دیکھیں اور پھر آپ ؐ کی پیروی کریں۔

دوسری مرتبہ اللہ کی طرف سے جو پیغام آیا اس کا اردو میں مطلب یہ ہے

"اے کملی اوڑھنے والے اٹھو! اٹھو اور اپنے مالک اور پالنے والے کی بڑائی بیان کرو- کپڑے پاک صاف رکھو- ناپاکی سے دور رہو' لوگوں پر بغیر کسی بدلے کے احسان کرو-

اس پیغام سے پانچ باتیں معلوم ہوتی ہیں- جن کو ایک ایک کر کے نیچے لکھتے ہیں-

۱-لوگوں کی اصلاح

۲-اللہ کی بڑائی کا اقرار

۳-صفائی اور پاکیزگی کا حکم

۴-بری باتوں سے دور رہنا

۵-لوگوں سے بھلائی کرنا- مگر ان سے بدلے کی امید نہ رکھنا-

انھیں باتوں کو رسول پاک ﷺ نے اپنے سامنے رکھا- آپؐ کی زندگی ایسا اچھا نمونہ بنی کہ آج تک دنیا میں کسی آدمی کی ایسی اچھی زندگی نہیں ہوئی ہے اور نہ ہوگی- یہ ہمارا ایمان ہے- یہ بات نہیں کہ ہم پیار اور عزت کی وجہ سے آپؐ کو ایسا سمجھتے ہیں' بلکہ وہ لوگ جو مسلمان نہیں ہیں وہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ رسول پاکؐ کی زندگی لوگوں کے لیے بہترین نمونہ ہے' قرآن پاک میں رسول اللہ کو مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ کہا گیا ہے-

گھر والوں کی اصلاح

آپؐ نے جب اپنی اصلاح کر لی تو اس کے بعد اپنے گھر والوں کی اصلاح کی۔ تیسری مرتبہ جو اللہ کا پیغام آیا اس میں یہ حکم تھا "اپنے خاندان کے لوگوں کو ڈرا"۔ ہوتا بھی یہی ہے کہ اللہ کے رسول سب سے پہلے اپنے گھر والوں کی اصلاح کرتے ہیں، کیونکہ سب سے پہلا حق ان ہی کا ہوتا ہے۔ اس لیے تیسری دفعہ اللہ کا پیغام رسول کے پاس یہ آیا۔

"وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ" (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرا)

چنانچہ رسول پاکؐ نے ایک دن اپنے رشتہ داروں کی دعوت کی۔ کھانا کھانے کے بعد آپؐ نے فرمایا "اے حاضرین! میں تمہارے لیے ایک بہترین چیز لایا ہوں۔ عرب بھر میں کوئی شخص اپنی قوم کے لیے ایسی اچھی چیز نہ لایا ہوگا۔ مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو اس کی طرف بلاؤں۔ بتاؤ تم میں سے کون کون میرا ساتھ دے گا۔ میں جھوٹ نہیں بولتا اور آپؐ نے اس کہاوت کو جو عرب میں اکثر بولی جاتی ہے جس کا اردو میں یہ مطلب ہے " جو شخص قوم کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہوتا ہے، وہ اپنے کنبے والوں سے جھوٹ نہیں بولتا" پیش کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ "اللہ کی قسم میں تمہارے لیے اور سارے جہاں کے لیے اللہ کی طرف سے پیغمبر بن کر آیا ہوں۔ میں نے پیغمبری ملنے سے پہلے عمر کا

بہت بڑا حصہ تمہارے ساتھ گذرا ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے ؟"

جب رسول پاکؐ نے اپنے رشتہ داروں سے یہ باتیں کیں تو سب کے سب چپ ہو گئے مگر حضرت علیؓ جو اس وقت چھوٹے بچے تھے اٹھے اور فرمایا۔ "یارسول اللہؐ! میں حاضر ہوں آپؐ کی مدد کروں گا۔" لوگوں نے حضرت علیؓ کی ہنسی اڑائی اور چل دیے، مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ یہ بچہ جو کچھ کہہ رہا ہے اسے ایک دن حرف بحرف پورا کر کے دکھائے گا۔ آگے چل کر تم بڑی بڑی کتابوں میں پڑھو گے کہ حضرت علیؓ نے اپنے وعدہ کو کس طرح پورا کیا۔

مکے والوں کی اصلاح

"ہم نے تیری طرف قرآن وحی کے ذریعے اتارا تاکہ تُو مکے اور اس کے آس پاس کے بسنے والوں کو ڈرائے۔" جب یہ حکم اترا تو رسولؐ پاک صفا پر (جو مکے میں ایک پہاڑ ہے) چڑھ گئے، اور مکے کے سرداروں کو ایک ایک کا نام لے کر بلانا شروع کیا۔ جب سب لوگ آ گئے تو رسولؐ پاک نے فرمایا۔ "بتاؤ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا؟" سب لوگوں نے مل کر کہا: "ہم نے آج تک کوئی بات آپؐ کے منہ سے جھوٹی نہیں سنی۔ کیونکہ آپؐ سچے اور امانت دار ہیں۔"

آپؐ نے فرمایا: "اگر تم مجھے ایسا سمجھتے ہو تو ذرا دھیان دے کر سنو، یہ سب کچھ تم کو سمجھانے کے لیے کہا گیا تھا۔ موت تمہارے سروں پر کھڑی ہے اور تم

سب کو اللہ کے سامنے جانا ہے' اللہ کو پہچانو جو ایک ہے' اسی ایک اللہ کو پوجو۔ لوگوں کے بنائے ہوئے خداؤں کو پوجنا چھوڑ دو۔ انصاف کرو۔ بس ایک ہی اللہ کا بندہ بننا اچھا ہے یا ہزاروں خداؤں کا؟"

رسول اللہ کی یہ آواز بجلی کی کڑک کی طرح تھی جس سے سوتے ہوئے لوگ جاگ اٹھے۔ مکے کے پجاری بگڑ بیٹھے۔ رسول پاکؐ کے رشتہ دار خفا ہو گئے۔ یہیں سے ابولہب اور ابوجہل نے رسول پاکؐ کی مخالفت کی ٹھان لی۔ اسی موقع پر ابولہب نے یہ کہا: "تیرا بُرا ہو۔ کیا تُو نے ہمیں اس لیے بلایا تھا؟"

آگے چل کر دنیا نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ برا کس کا ہوا اور اچھا کس کا؟ رسولؐ پاک کی مخالفت ہوئی۔ اپنے پرائے بنے دوست دشمن بنے مگر رسولؐ پاک نے اللہ کے اس حکم پر عمل کیا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (اے رسول بڑے بڑے رسولوں کی طرح صبر کر) تم آگے چل کر پڑھو گے کہ رسولؐ پاک کو کتنی بڑی کامیابی ہوئی۔

پہلے کون مسلمان ہوئے؟

یہ تو تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ رسولؐ پاک نے اصلاح کا کام کیسے شروع کیا' پہلے اپنی اصلاح کی پھر اپنے گھرانے کے سامنے اسلام کی تعلیم رکھی۔ ان کو سمجھایا۔ جنھوں نے آپؐ کی باتوں کو مانا وہ سب سے پہلے مسلمان کہلائے۔ یہ

اللہ کے بڑے پیارے بندے ہیں- اللہ نے قرآن میں ان کی تعریف کی ہے-

اس کو اچھی طرح سمجھ لو کہ کسی آدمی کی برائی بھلائی وہ لوگ ہی اچھی طرح جانتے ہیں جو رات دن ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں' طبیعت کی تیزی ہنسی خوشی' رنج غم کے اتار چڑھاؤ سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں-

اب تم سوچو جب پہلے پہل رسولؐ پاک نے اسلام سکھانا شروع کیا تو سب سے پہلے آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ آپ پر ایمان لائیں جو آپؐ سے اور آپؐ کی طبیعت اور مزاج سے اچھی طرح واقف تھیں-

حضرت خدیجہؓ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے- حضرت ابوبکرؓ مکے میں اپنے وقت کے بڑے شریف تاجروں میں سے تھے- بڑے اچھے اور نیک انسان تھے- مکے بھر میں اپنی خوبیوں کی وجہ سے مشہور تھے- رسول پاکؐ بھی تجارت کرتے تھے اور حضرت ابوبکرؓ بھی- ایک دوسرے کو ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے اچھی طرح جانتے تھے- اس کے علاوہ دوستی کی وجہ سے رسول پاکؐ کی طبیعت سے بھی اچھی طرح واقف تھے اس لیے آپؐ نے اسلام کی حقیقت حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کی تو وہ جھٹ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آئے اور اپنی جان اور مال کو اسلام پر قربان کیا-

حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت علیؓ رسول پاک پر ایمان لائے- جب

رسولؐ پاک نے اپنے رشتہ داروں کی دعوت کی تھی اور کھانے کے بعد ان کے سامنے اسلام کی باتیں رکھی تھیں اور ان سے پوچھا تھا کہ "اس دین کے کام میں میری مدد کون کرے گا؟" تو سارا مجمع چپ ہو گیا تھا- ایک بچہ اٹھا تھا اور اس نے کہا تھا" میں مدد کروں گا-" یہ بہادر بچہ حضرت علیؓ تھے- بچوں میں سب سے پہلے یہ رسولؐ پاک پر ایمان لائے-

حضرت علیؓ کے بعد ایک نوجوان مسلمان ہوا- اس نوجوان کا نام زیدؓ بن حارثہ تھا- ان کو بچپن میں لوگ کہیں سے پکڑ لائے تھے- اس زمانے کے دستور کے مطابق لوگوں نے انھیں بیچ ڈالا- ہوتے ہوتے بی بی خدیجہؓ نے انھیں خرید لیا تھا- پھر بی بی خدیجہؓ نے رسولؐ پاک کی خدمت میں پیش کیا- ان پر رسول پاک کو بہت رحم آیا- آپؐ نے ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا-

ایک دفعہ ان کا باپ آیا کہ روپیہ دے کر اپنے بیٹے کو واپس لے لے- رسولؐ پاک نے زیدؓ بن حارثہ کو اجازت دے دی بلکہ بہت سمجھایا کہ اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ- مگر زیدؓ نے آپ ہی کے پاس رہنا پسند کیا- اسے کہتے ہیں محبت- رسولؐ پاک کی محبت اور شفقت ' ماں باپ کی محبت اور شفقت سے بھی بڑھ کر تھی- جب ہی تو زیدؓ بن حارثہ نے آپؐ کا ساتھ نہ چھوڑا-

اسی نوجوان نے آگے چل کر اسلام کے بہت بڑے بڑے کام انجام

دیے جنھیں تم بڑے ہو کر بڑی سی کتابوں میں تفصیل سے پڑھو گے۔

غرض پہلے پہل یہ چار مسلمان ہوئے جن کو رسول پاکؐ سے گہرا تعلق تھا۔ یہ لوگ جانتے تھے کہ رسول پاکؐ سچے ہیں، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جو شخص انسانوں سے جھوٹ نہ بولتا ہو وہ اللہ کی طرف سے کیسے جھوٹی باتیں کہے گا۔ ان چاروں مسلمانوں کے دل صاف تھے۔ اسلام کی نورانی کرنیں ان پر پڑیں جن سے ان کے دل روشن ہو گئے۔ پھر ان کے نمونوں اور کوششوں سے یہ لوگ مسلمان ہوئے:

حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت سعدؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت بلالؓ، حضرت یاسرؓ، اور ان کی بیوی سمیہؓ، ان کا چھوٹا بیٹا حضرت عمارؓ، حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ، حضرت خبابؓ اور حضرت ارقمؓ۔ اللہ ان سب سے خوش ہو۔

اسلام کا پہلا مدرسہ

چار سال تک اسلامی تعلیم کا مدرسہ حضرت ارقمؓ کا گھر تھا۔ حضرت ارقمؓ کا گھر مکے میں صفا پہاڑ کے پاس تھا، مکے کے جو لوگ اسلام کی باتیں سیکھتے تھے رسول پاکؐ انھیں یہاں بلاتے تھے۔ نماز پڑھنا بھی اسی گھر میں سکھاتے۔ اسی گھر میں آپؐ جماعت کے ساتھ نماز پڑھاتے تھے۔

حضرت ارقمؓ کے گھر کو رسولؐ پاک نے اس لیے پسند فرمایا تھا کہ یہ جگہ تمام شور غل سے الگ تھلگ تھی۔ ایسی تنہائی کی جگہ رہ کر آپؐ ایک ایسی جماعت تیار کرنا چاہتے تھے جو خود ایک اچھا نمونہ بن کر اسلام کو پھیلائے۔ چنانچہ چار سال میں اس مدرسہ میں اسلام کے چالیس شیدائی پیدا ہوئے۔ جنھوں نے مکے کی گلی کوچوں میں اسلام پھیلایا۔

مکے والوں کو اسلام کی طرف بلانا

جب اسلام کی یہ جماعت تیار ہوئی اور یہ حکم اللہ کی طرف سے اترا کہ "ہم نے قرآن بھیجا تاکہ تُو مکے اور اس کے آس پاس کے رہنے والوں کو ڈرائے" تو آپؐ نے مکے والوں کو اسلام کی باتیں بتانی شروع کیں۔ مکے والے شروع شروع میں آپ کی صرف ہنسی ہی اڑاتے رہے، کبھی آپؐ کو جادوگر کہتے، کبھی شاعر کہتے اور کبھی دیوانہ۔ ان کا خیال تھا کہ بس تھوڑے دنوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری باتیں ختم ہو جائیں گی۔ مگر قدرت مکے والوں کے اس خیال پر ہنس رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا تھا وہ اپنے رسول پاکؐ کی کوششوں سے کر دکھایا۔ اسے تم آگے چل کر پڑھو گے۔

تم سمجھتے ہو گے کہ مکے والوں کی ان باتوں نے اسلام کی ترقی کو روک دیا ہو گا؟ نہیں رسول پاکؐ مکے والوں کی باتوں کی ذرا بھی پروانہ کرتے تھے۔ آپؐ

لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے رہے۔ مکے کی ہر مجلس، ہر گلی، ہر کوچے میں آپؐ توحید کی خوبیاں بتاتے، پتھروں، بتوں اور درختوں کی پوجا سے روکتے۔ لوگوں کو صاف ستھرا رہنے کی تاکید کرتے، بری باتوں کے کرنے سے روکتے اور فرماتے، "اللہ کی ذات سارے عیبوں سے پاک ہے۔ یہ زمین اور آسمان، چاند سورج اور ستارے سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ ساری دنیا اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ دعاؤں کو وہی سنتا ہے، بیماروں کو وہی اچھا کرتا ہے۔ اس کی مرضی کے خلاف ایک تنکا تک نہیں ہل سکتا۔"

میلوں اور منڈیوں میں اسلام کی تبلیغ

عرب میں بڑے بڑے میلے اور منڈیاں لگتی تھیں۔ خود حج بھی اس زمانہ میں عرب کے ایک بہت بڑے میلے کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ سال میں ایک مرتبہ ہوتا تھا۔ جس میں لوگ چاروں طرف سے آتے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے میلے اور منڈیاں لگتی تھیں، اور ان میں تجارت کے علاوہ بڑے بڑے شاعر اپنے اشعار سناتے اور تقریریں کرنے والے تقریریں کرتے۔ رسولؐ پاک ان میلوں میں تشریف لے جاتے۔ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے۔ نیکی کی باتیں بتاتے اور خاص طور پر یہ چھ باتیں سمجھاتے:

۱۔ جو برے لوگ تھے ان کو برائیوں کے برے نتیجوں سے واقف کرتے

اور فرماتے سب لوگوں کو ایک دن اللہ کے سامنے اچھائیوں اور برائیوں کا حساب دینا ہوگا- اس لیے اچھے کام کرو اور برے کاموں سے بچو-

۲- اللہ ساری دنیا کا مالک اور پالنے والا ہے- وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ بڑائی اور عظمت والا ہے- دنیا کی جتنی خوبیاں اور بڑائیاں ہیں سب اسی کے لیے ہیں-

۳- لوگوں کو اچھے خیالوں اور اچھی عادتوں کی تاکید کرتے تھے-

۴- جسم اور کپڑوں کے پاک صاف رکھنے کی ہدایت کرتے تھے- بری باتوں سے روکتے تھے-

۵- لوگوں سے فرماتے "میں تم سے اچھی باتیں بتانے کا کوئی بدلہ نہیں مانگتا اور نہ تم پر اس کا احسان جتاتا ہوں اور نہ تم سے کسی فائدے کی امید رکھتا ہوں- میرا کام تو بس بلاعوض اللہ کا حکم پہنچانا ہے-"

۶- یاد رکھو اسلام کی تعلیم دینے میں مجھے جتنی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی ان سب کو خوشی سے برداشت کروں گا- مگر اس کام کو پورا کر کے چھوڑوں گا- خواہ میری جان ہی کیوں نہ جائے-

مکے والوں کی مخالفت

دنیا کے لوگوں کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ جب کوئی رسولؐ یا

پیغمبران کے پاس آیا تو کچھ لوگوں نے اس کا کہا مانا اور اکثر نے انکار کیا- انکار کرنے والے وہ ہوتے ہیں جن کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ اگر ہم نے اس نبیؑ کی بات کو مانا تو بس پھر ہم کو کوئی نہیں مانے گا- ہماری بڑائی چھن جائے گی-

یہی حال مکے والوں کا تھا' خانہ کعبہ اس وقت تین سو ساٹھ بُتوں کا مندر بنا ہوا تھا ان بُتوں کے پجاری قریش تھے- جب رسول پاکؐ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ محمدؐ سچے ہیں- مگر انھیں اس بات کا ڈر تھا کہ محمد ﷺ کو ماننے سے ہماری حالت ایسی نہ رہے گی جیسی کہ اب ہے- یعنی عرب کے رہنے والے ہماری عزت نہ کریں گے اور بُتوں کے چڑھاوے اور نذرانے نہیں ملیں گے-

اس لیے مکے کے پجاریوں نے ٹھان لیا کہ اسلام کو دنیا سے جلد مٹا دیا جائے- اس مطلب کے لیے انھوں نے طرح طرح کے جتن کیے- مکے کے پجاریوں کو اچھی طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اسلام کی باتیں مکے سے باہر بھی پھیلنے لگی ہیں چنانچہ ان کو روکنے کے لیے ایک جتھا بنا لیا- مقصد یہ تھا کہ باہر کے لوگ رسول پاکؐ سے اسلام کی باتیں نہ سن سکیں-

پجاریوں کا ایک دن جلسہ ہوا- ایک پجاری نے کہا کہ محمد ﷺ کو دیوانہ کہو- دوسرا بولا بھئی محمد ﷺ کو دیوانہ کون کہہ سکتا ہے؟ تیسرا پجاری اٹھا اور کہنے لگا

چلو لوگوں سے کہیں یہ جادوگر ہے۔ ایک بڈھا خرانٹ بولا سوچ سمجھ کر باتیں کرو۔ جادوگر تم نے دیکھے نہیں، ان کی شکلیں بہت گندی ہوتی ہیں، محمد ﷺ کی شکل کیسی نُورانی ہے۔ ان کی صورت سے نُور برستا ہے چہرہ ہے کہ چودھویں کا چاند۔ لوگ ہمیں بے وقوف سمجھیں گے۔ اب سارے پجاری چلّا اٹھے، تو چچا آپ ہی بتائیے۔ باہر کے لوگوں کو کیا بتا کر محمد ﷺ کی باتیں سننے سے روکیں؟ بڈھا بولا، بھئی بس یہ کہو کہ محمد ﷺ کی باتیں ایسی ہیں کہ اس کی باتیں سننے سے قریبی رشتہ دار، باپ، بیٹے، شوہر اور بیوی میں جدائی ہو جاتی ہے اس لیے تم اس شخص کی باتیں نہ سنو، بلکہ اس کے سایہ سے بھی دور رہو۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو خوب تکلیفیں پہنچاؤ۔ یہاں تک کہ لوگ اسلام سے پھر جائیں اور اس سے نفرت کرنے لگیں۔

مسلمانوں کو تکلیفیں

بڈھے پجاری کی اس تجویز پر عمل شروع ہو گیا۔ غریب مسلمانوں کو خوب ستایا جانے لگا۔ چنانچہ مکے کے پجاریوں نے بچارے نہتے مسلمانوں کو بری طرح ستانا شروع کیا، ان سب تکلیفوں کو اگر یہاں لکھا جائے تو یہ کتاب بہت بڑی ہو جائے گی، اس لیے بس نمونہ کے دو تین واقعے تمھیں سناتے ہیں۔

حضرت بلالؓ اسلام کے بڑے شیدائی تھے۔ یہ مکے کے ایک پجاری کے

غلام تھے- ان کا مالک انھیں طرح طرح کی تکلیفیں دیا کرتا تھا- بھوکا رکھتا تھا- گردن میں رسی ڈال کر بازاری لڑکوں کے ہاتھ میں دے دیتا تھا' وہ حضرت بلالؓ کو پہاڑوں میں گھسیٹتے پھرتے تھے' دوپہر کو تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کی چھاتی پر گرم پتھروں کی سلیں رکھ دیتے تھے- حضرت بلالؓ ان تکلیفوں کو سہتے اور برابر احد' احد' اللہ ایک ہے' اللہ ایک ہے- کہتے رہتے-

مکے میں ایک اور مسلمان تھے جن کا نام حضرت یاسرؓ تھا- حضرت یاسر کا پورا گھرانہ مسلمان ہو گیا تھا' مکے کے کٹر پجاری ابوجہل نے اس مسلمان گھرانے کو بری طرح ستایا- یہاں تک کہ حضرت یاسرؓ کی بیوی حضرت سمیہؓ کو ابوجہل نے نیزے سے شہید کیا- یہ پہلی مسلمان بی بی تھیں جو اللہ کی راہ میں شہید ہوئیں- رسولؐ پاک جب اس خاندان کی تکلیفیں دیکھتے تو فرماتے -"اے یاسرؓ کے خاندان والو! صبر کرو تمھاری جگہ جنت میں ہے-"

ایک مسلمان تھے ان کا نام خبابؓ تھا کافر انھیں بری طرح ستاتے- حضرت خبابؓ کے بال پکڑ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹتے اور ان کی گردن مروڑتے' پتھر کے گرم ٹکڑوں سے ان کے جسم کو داغتے- حضرت خبابؓ ہنستے ہوئے ان تکلیفوں کو سہتے تھے اور اف تک نہ کرتے تھے- اسے کہتے ہیں ایمان- یہ تھے سچے مسلمان-

حضرت افلحؓ ایک بڑے سچے مسلمان تھے- مکے کے پجاری ان کے

پاؤں میں رسی باندھ کر انھیں پتھریلی زمین پر گھسیٹتے ان کا بدن لہولہان ہو جاتا، مگر اس پر بھی انھوں نے اسلام کے دامن کو نہ چھوڑا۔

ایک نوجوان مسلمان تھے جن کا نام مصعبؓ بن عمیر تھا۔ جب ان کی ماں کو معلوم ہوا کہ ان کا بیٹا مسلمان ہو گیا ہے تو انھیں گھر سے نکال دیا۔ یہ امیر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے۔ پہلے جب ان کی سواری نکلتی تھی تو ان کے آگے پیچھے غلام چلا کرتے تھے۔ مگر اسلام کے پھیلانے میں انھوں نے اتنی سادگی اختیار کی کہ ان کے کندھوں پر ایک چھوٹا سا کمبل ہوتا تھا جو ببول کے کانٹوں سے اٹکا ہوتا تھا۔ یہ تھا سچا ایمان۔ اسلام کی محبت میں انھوں نے سب کچھ بھلا دیا اور اپنی قوم کو اسلام سکھانا سب سے زیادہ ضروری سمجھا۔

حضرت عثمانؓ مکے کے امیر گھرانے کے نوجوان تھے۔ یہ مسلمان ہوئے اور ان کے چچا کو معلوم ہوا تو اس کے غصہ کی انتہا نہ رہی وہ انھیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور نیچے سے دھواں دیتا مگر حضرت عثمانؓ کے دل میں اسلام گھر کر چکا تھا وہ بھلا اس تکلیف سے کہیں اسلام چھوڑنے والے تھے۔

مسلمانوں کو یہ تکلیفیں کیوں دی جاتی تھیں؟ صرف اس لیے کہ یہ لوگ ایک اللہ کے ماننے والے تھے۔ رسولؐ پاک سے محبت رکھتے تھے۔ اللہ کو ایک مانتے تھے، کسی کو اس کا ساجھی نہ سمجھتے تھے۔ بتوں کی پوجا نہ کرتے تھے۔ جس چیز کو

انھوں نے سوچ سمجھ کر مان لیا تھا' اس کو کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے تھے- خواہ ان کی بوٹی بوٹی الگ کر دی جاتی' مگر یہ اسلام سے پھرنے والے نہ تھے- اس لیے کہ اسلام کے نُور نے ان کے دلوں کو ایسا روشن کر دیا تھا کہ ان کے دلوں میں کفر کا اندھیرا آ ہی نہیں سکتا تھا-

تم نے دیکھا نہیں جب سورج نکلتا ہے اس کی کرنیں دنیا کو روشن کرتی ہیں تو دنیا کا ذرہ ذرہ روشن ہو کر جگمگا اٹھتا ہے- سورج کی روشن کرنوں سے تم خواہ کتنا ہی بھاگو وہ تم کو ضرور روشنی پہنچائیں گی- ہاں اگر کسی تہہ خانے میں چھپ جاؤ تو اور بات ہے-

بس یہی حال اسلام کی روشنی کا سمجھ لو- اسلام کا سورج جب مکے کی زمین پر چمکا تو وہ لوگ جو اس کی نورانی کرنوں سے روشن ہونا چاہتے تھے وہ روشن ہو گئے اور مسلمان کہلائے اور وہ لوگ جو کفر اور ہٹ دھرمی کے تہہ خانوں میں جا چھپے وہ کافر رہے-

پہلی ہجرت

مکے کے بتوں کے پجاریوں کی مخالفت اور سختی دن پر دن بڑھ رہی تھی- مسلمان اسلام کی خاطر مخالفت اور تکلیف کو ہمت اور بہادری سے سہہ رہے تھے- کسی سے کوئی شکایت نہ کرتے تھے- مگر اسلام کے پیارے رسولؐ پاک کو یہ

کب پسند ہو سکتا تھا کہ اسلام کے ماننے والے اس طرح ستائے جائیں۔ رسول پاکؐ بڑے رحم اور کرم والے تھے۔ اپنے پرائے کی تکلیف ان سے دیکھی نہ جاتی تھی۔

چنانچہ آپؐ نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ تم لوگ اسلام کی نعمت لے کر کسی پاس کے ملک میں جا کر پناہ لو۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ حبشیوں کا ملک ہمارے پڑوس میں ہے۔ وہاں کا حاکم رحم دل ہے۔ جو مسلمان وہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں۔

رسولؐ پاک کی اس اجازت کے بعد ۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں کل ایک سو ایک مسلمان اللہ کی راہ میں اسلام کی خاطر اپنا دیس چھوڑ کر حبشیوں کے ملک میں چلے گئے' اپنے مذہب کی خاطر ایک ملک یا ایک شہر کو چھوڑ کر دوسرے ملک یا شہر میں جا کر رہنے کو ہجرت کہتے ہیں۔

حبشہ کے بادشاہ نے مسلمانوں کو آرام سے رکھا۔ انھیں اجازت دے دی کہ جہاں چاہیں رہیں۔ جہاں چاہیں عبادت کریں۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہ ہوگی۔

مکے والوں کا پیچھا کرنا

حبشیوں کے ملک میں مسلمان امن اور چین سے رہنے لگے۔ وہ نمازیں

اورقرآن آزادی سے پڑھنے لگے- تم جانو مکے کے کافر اس بات کو کب پسند کرسکتے تھے' انھوں نے حبشیوں کے بادشاہ کے لیے قیمتی تحفے تیار کیے' مکے کے تین چار کافران تحفوں کو لے کر حبشیوں کے بادشاہ کے پاس پہنچے-

انھوں نے بادشاہ سے کہا:" مکے سے کچھ لوگ آپ کے ملک میں آکربس گئے ہیں- ہم سے باغی ہوکر آئے ہیں- یہ لوگ فسادی ہیں- انھیں ہمارے حوالے کردیجیے - یہ بے دین ہیں- انھوں نے ایک نیا دین نکالا ہے- نہ تو اپنے باپ دادا کے دین کو مانتے ہیں' اور نہ عیسائی مذہب ہی کو مانتے ہیں- ایسے لوگ آپ کے ملک میں رہ کر بے امنی اور بے دینی پھیلائیں گے- ہم اس لیے آئے ہیں کہ آپ کو یہ سارا حال بتادیں اور ان بھاگے ہوئے لوگوں کو پھر واپس لے جائیں-"

بادشاہ اچھا آدمی تھا- اس نے کہا" اچھا میں نے تمھاری باتیں سن لی ہیں- اب مسلمانوں کی باتیں بھی تو سن لوں- پھر میں جواب دوں گا-" چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا- مسلمانوں نے اپنا سردار حضرت جعفرؓ کو چُنا- بادشاہ نے مکے کے پجاریوں کی طرف اشارہ کرکے حضرت جعفرؓ سے کہا" یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ ان کا جواب دیجیے -"

مسلمانوں کے سردار کی بادشاہ کے دربار میں تقریر

"اے بادشاہ ہم جہالت میں تھے' بتوں کو پوجتے تھے' گندے رہتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ گالیاں اور بری باتیں بکا کرتے تھے۔ ہم میں سچائی' ایمانداری اور انسانیت کی کوئی بات نہ تھی' پڑوسی کی کوئی رعایت نہ تھی' نہ کوئی قاعدہ تھا۔ نہ کوئی قانون۔ ہمارے ملک میں بے امنی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسی حالت میں اللہ نے ہم میں ایک پیغمبر بھیجا' جس کی سچائی' ایمانداری پاکیزگی اور شرافت سے ہم اچھی طرح واقف تھے۔ اسؐ نے ہم کو توحید سکھائی اور سمجھایا کہ بس اکیلے خدا کی عبادت کرو۔ اس کا کوئی ساجھی نہیں' اس نے ہم کو پتھروں اور انسانوں کے آگے سر جھکانے سے روکا۔ اسؐ نے ہم سے پکا وعدہ لیا کہ سچ بولا کریں۔ اپنا ہر وعدہ پورا کریں' غریبوں' مصیبت کے ماروں پر رحم کریں' برائیوں سے بچیں۔ اسؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ نماز پڑھیں اور روزے رکھیں۔ ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑی۔ قوم نے ہم کو ستایا اور خفا ہوئی کہ ہم فقط ایک اکیلے اللہ کو کیوں پوجتے ہیں۔ ان کی طرح لکڑی اور پتھر کی مورتوں کی پوجا نہیں کرتے۔ ہم ان کے ہاتھوں بہت ستائے گئے' جب مجبور ہوئے' تب تیرے ملک میں پناہ لینے آئے ہیں۔"

بادشاہ نے جب مسلمانوں کے سردار کی یہ تقریر سنی تو دنگ رہ گیا۔ سارے دربار پر خاموشی چھا گئی۔ ذرا دیر کے بعد بادشاہ بولا "مجھے اس نبی کی

کتاب یعنی قرآن میں سے کچھ سناؤ۔ مسلمانوں کے سردار نے سورۂ مریم سنائی، بادشاہ اور اس کے درباریوں پر اتنا اثر ہوا کہ سب کے سب رونے لگے۔ بادشاہ نے کہا کہ "محمدؐ تو وہی رسول ہیں جن کے آنے کی خبر حضرت عیسٰیؑ نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اسؐ کا زمانہ ملا۔"

بادشاہ پر قرآن کا اتنا اثر ہوا کہ اس نے مکے کے پجاریوں کو لوٹا دیا۔ ان سے کہا کہ "میں اچھے لوگوں کو تمھارے حوالے نہیں کر سکتا" اور مسلمانوں سے کہا۔ "حبشہ میں جہاں تمھارا جی چاہے آرام اور اطمینان کے ساتھ رہو۔ اللہ کی عبادت کرو اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤ۔" آخر میں اپنے درباریوں کے ساتھ بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا۔

مکے والوں کی ناکامی

مکے کے کافر پجاریوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو امن کی جگہ مل گئی تو بہت گھبرائے۔ حبشیوں کے بادشاہ کے پاس تحفے لے جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا تو انھوں نے کہا اب کوئی اور ترکیب سوچنی چاہیے۔ مکے کے پجاریوں کی پنچائت بیٹھی، انھوں نے اپنی ناکامی پر غور کیا اور اسلام کی تبلیغ کو روکنے کے لیے سر جوڑ کر مشورے کرتے رہے۔ سب نے مل کر یہ طے کیا آؤ محمد ﷺ کو پہلے تو لالچ دیں اگر اس سے کام نکل جائے تو بہت اچھا نہیں تو پھر دھمکی دیں کہ کسی نہ کسی طرح مان

جائے- بتوں کو برا نہ کہے- یہ مشورہ ہو چکا تو مکے کا بڑا سردار جس کا نام عتبہ تھا رسولؐ پاک کے پاس پہنچا اور اس نے آپ کے سامنے یہ تقریر کی- "میرے بھائی کے بیٹے محمد ﷺ! اگر تُو مال چاہتا ہے تو ہم تیرے پاس اتنا مال جمع کر دیں کہ تُو مالدار ہو جائے' اگر مکے کا سردار بننا چاہتا ہے تو ہم تجھے اپنا سردار مان لیں- بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سارے عرب کا بادشاہ بنا دیں مگر اس شرط پر کہ اپنے اس کام کو چھوڑ دے جسے تُو اسلام کہتا ہے اور اگر تیرے دماغ میں کچھ خرابی ہو تو ہم اس کا علاج کرائیں-"

رسولؐ پاک نے عتبہ کی تقریر سن کر فرمایا مجھے نہ مال کی حاجت ہے- نہ دولت کی ضرورت- نہ میں سردار بننا چاہتا ہوں اور نہ مجھے بادشاہ بننے کی خواہش ہے میرا دماغ ٹھیک ہے- میرے کام کی حیثیت تم کو قرآن کی ان آیتوں سے معلوم ہوگی- پھر رسولؐ پاک نے قرآن کی کچھ آیتیں پڑھیں جن کا مطلب یہ ہے:-

"یہ فرمان اللہ کی طرف سے آیا ہے جو بڑی رحمت والا اور نہایت رحم والا ہے- یہ برابر پڑھی جانے والی کتاب ہے- سمجھ والے لوگوں کے لیے عربی زبان میں ہے- اس میں سب کھلی کھلی باتیں درج ہیں- جو اللہ کا حکم مانتے ہیں ان کے لیے اس فرمان میں خوشی کی باتیں ہیں اور جو اس فرمان کو نہیں مانتے ان کے لیے

دکھ کی مار ہے- بہت سے لوگوں نے اس فرمان سے منہ موڑ لیا ہے وہ اسے سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں کہ اس فرمان کا ہمارے دل پر کوئی اثر نہیں' ہمارے کان اس کے سننے کے لیے تیار نہیں ہم میں اور تم میں ایک طرح کا پردہ پڑا ہے- تم اپنی تدبیر کرو' ہم اپنی تدبیر کر رہے ہیں-"

عتبہ نے جب یہ آیتیں سنیں تو اس پر بے خودی سی طاری ہو گئی- رسولؐ پاک نے قرآن پڑھنا ختم کیا تو عتبہ چپ چاپ اٹھ کر چلا گیا- مکے کے پجاری عتبہ کے آنے کے انتظار میں تھے- وہ سوچ رہے تھے بس محمد ﷺ دنیا کے لالچ میں آ جائیں گے مگر انھیں کیا معلوم تھا کہ رسولؐ پاک دولت' حکومت اور سرداری کو ٹھکرا دیں گے-

جب عتبہ پجاریوں کی مجلس میں پہنچا تو سب لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے- پوچھنے لگے کیا ہوا؟ کیا دیکھا؟ کیا سنا؟ عتبہ بولا: "بھائیو! میں نے آج ایسا کلام سنا ہے جو نہ جادو ہے نہ منتر- اگر تم میرا کہا مانو تو محمد ﷺ کو ان کی حالت پر چھوڑ دو-"

لوگوں نے یہ بات سن کر کہا: "عتبہ پر بھی محمد ﷺ کا جادو چل گیا-"

مکے کے پجاری پھر جمع ہوئے انھوں نے رسول ﷺ پاک کے چچا ابو طالب سے کہا: "ہم نے آپ کا بہت لحاظ کیا' آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کو برا

بھلا کہتا ہے- ہمارے تمھارے باپ دادا ان بُتوں کو پوجتے چلے آئے ہیں- اب ہم زیادہ صبر نہیں کر سکتے' آپ انھیں سمجھا دیں کہ وہ ہمارے بُتوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے ورنہ ہم سب مل کر انھیں جان سے مار ڈالیں گے- تم اکیلے ہمارا کچھ نہیں کر سکتے-"

چچا نے دیکھا کہ مکے کے سارے پجاری مخالف ہو گئے ہیں اور غصہ میں بھرے ہیں تو وہ ڈرے اور انھوں نے رسولؐ پاک کو نرمی سے سمجھایا: "بیٹا! بت پرستی کو برا کہنا چھوڑ دو ورنہ میرے لیے تمھاری مدد کرنا مشکل ہو جائے گی-"

رسول پاک نے بہت مضبوطی اور دلیری سے اپنے چچا کو جواب دیا-

"اے میرے چچا! اگر مکے کے پجاری میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں تب بھی میں اپنے کام سے یعنی اسلام سکھانے سے نہ ہٹوں گا اور اللہ کے حکم میں ایک لفظ بھی نہ گھٹاؤں گا اور نہ بڑھاؤں گا- اس کام میں چاہے میری جان بھی جاتی رہے-"

کافروں کی پنچایت میں رسولؐ پاک کا بلاوا

کافروں نے دیکھا کہ نہ لالچ سے کام چلا- نہ دھمکی کا اثر ہوا- اب مکے کے کافروں کی پنچایت ہوئی- سب نے کہا محمدؐ کو بلاؤ ان سے باتیں کریں- چنانچہ ایک آدمی رسول پاک کو بلا کر لے گیا- رسولؐ پاک خوش خوش پنچایت میں

تشریف لے گئے کیونکہ آپؐ ایسے موقعوں کی تلاش میں رہتے تھے کہ کوئی موقع ملے تو آپؐ اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں- اس پنچایت میں مکے کے سب سردار موجود تھے' آپ نے خیال کیا کہ آج اچھی طرح ان کو اسلام کی باتیں سمجھائیں گے-

رسولؐ پاک نے کافروں کی اس بھری پنچایت میں صاف صاف کہہ دیا: "سردارو! تم میرے متعلق جو کچھ سمجھتے ہو وہ ٹھیک نہیں ہے جو باتیں میں لے کر آیا ہوں وہ نہ مال کے سبب سے ہیں نہ سرداری کی خواہش سے اور نہ حکومت حاصل کرنے کے لیے- خدا نے مجھے تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے' مجھ پر قرآن اتارا ہے- میں اچھے لوگوں کو خوشخبری سنانے والا اور برے لوگوں کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں- میں نے خدا کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے اور تم کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے- اگر تم اسلام کو مان لو گے تو دنیا اور آخرت کی بھلائی تمھارے لیے ہوگی اور تم اسے نہ مانو گے تو میں اللہ کے حکم کا انتظار کروں گا کہ میرے لیے اور تمھارے لیے وہ کیا حکم بھیجتا ہے-"

آپؐ کی اس تقریر کے بعد مکے کے پجاریوں نے طرح طرح کی باتیں کیں- "اگر تم اللہ کے رسولؐ ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرا دو- ہم مفلسی اور غریبی میں گرفتار ہیں- ہمیں آسودہ حال بنا دو- یا جیسا کہ تم کہہ رہے ہو اگر اسلام

کو ہم نے نہ مانا تو ہم پر عذاب نازل ہوگا- تو پھر تیرا خدا ایسا کیوں نہیں کرتا کہ ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرادے- جب تک تم ان باتوں میں سے کوئی نہ کراؤ گے ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے-"

رسولؐ پاک نے جواب دیا- "یہ سب کچھ تو اللہ کے اختیار میں ہے- وہ اگر چاہے تو ایسا کرے میرا کام تو صرف اللہ کا کلام تم لوگوں تک پہنچانا ہے-"

ایک کافر جو آپ کا پھوپھی زاد بھائی تھا' اٹھا اور کہنے لگا- "میں تجھ پر کبھی ایمان نہیں لانے کا' اگر تُو میرے سامنے آسمان پر سیڑھی لگا کر اوپر چڑھ جائے اور میرے سامنے اسی سیڑھی سے اترے اور تیرے ساتھ اللہ کے چار فرشتے بھی آئیں اور یہ کہیں کہ یہ اللہ کے رسولؐ ہیں- پھر بھی میں ایمان نہیں لاؤں گا-"

دیکھا مکے کے پجاری کیسے ضدی اور ہٹ دھرم ہیں؟ آگے چل کر تم پڑھو گے کہ یہ لوگ جو آپؐ سے بے وقوفی کی باتیں کرتے تھے کس طرح اسلام کے آگے جھک جاتے ہیں- اگر یہ من گھڑت باتیں ہوتیں تو ایسا نہ ہوتا' مگر یہ اللہ کی باتیں تھیں- اللہ نے انھیں اپنے پیارے رسولؐ کے ذریعے پورا کر کے دکھایا- ہمیشہ سچ کی جیت ہوتی ہے-

چھے سال کی کوششوں کے نتیجے

رسولؐ پاک کو اسلام سکھاتے ہوئے چھے سال ہو گئے تھے- جس ثابت

قدمی اور پکے ارادے سے آپؐ اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچا رہے تھے اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ شروع میں مکے کے پجاریوں نے رسولؐ پاک کی کچھ زیادہ مخالفت نہ کی، اس وجہ سے کہ وہ سمجھتے تھے کہ تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ یہ رسولؐ اور مسلمان ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔ خود ہی چند روز میں ٹھیک ہو جائیں گے۔

مگر آہستہ آہستہ جب اسلام کی ترقی ہونے لگی تو کافر بڑے خوف زدہ ہوئے وہ جانتے تھے کہ اسلام کے پھیلنے سے بتوں کی پوجا ختم ہو جائے گی تو ہم کو پھر کوئی پوچھے گا ہی نہیں۔ چنانچہ اس ڈر کے مارے مکے کے کافروں نے اسلام کی سخت مخالفت شروع کی۔ پہلے اسلام کے ماننے والوں کو ستایا۔ وہ بچارے رسولؐ پاک کے حکم سے حبشیوں کے ملک میں جا کر رہنے لگے۔

یہ بات مکے کے کافروں کے لیے اور زیادہ سخت تھی اس لیے کہ اب مسلمانوں کو ایک امن کی جگہ مل گئی تھی، مکے کے کافروں کو حبشیوں کے بادشاہ کے دربار سے ناکام لوٹنا پڑا۔ اب کافروں نے پورے زور سے رسولؐ پاک کی مخالفت شروع کر دی۔

ہر نیا دن نئی کامیابی لاتا تھا۔ کافر سخت مخالفت کر رہے تھے مگر اسلام کی نورانی کرنیں مکے کی زمین پر پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔ تم سمجھتے ہو کہ کفر کے بادل اسلام کی نورانی کرنوں کو روکتے ہوں گے۔ نہیں! تم نے دیکھا ہوگا کہ جب کالی

گھٹائیں اٹھتی ہیں تو کچھ دیر کے لیے سورج کی کرنوں کو روکتی ہیں۔ اس کے بعد سورج پھر اپنی پوری قوت کے ساتھ اپنی روشن کرنیں دنیا کو پہنچاتا ہے جس سے دنیا جگمگا اٹھتی ہے۔

بالکل یہی مثال اسلام کی نورانی کرنوں کی سمجھ لو۔ کفر کی کالی گھٹائیں اسلام کی روشن کرنوں کو کیا روک سکتی تھیں! اسلام کی نورانی کرنیں ایسے زور سے چمکیں کہ مکہ تھوڑے ہی دنوں میں اسلام کی روشنی سے جگمگ جگمگ کرنے لگا۔ پجاریوں کی ساری مخالفتیں دھری کی دھری رہ گئیں۔

رسولؐ پاک کے چچا کا مسلمان ہونا

ایک دن رسولؐ پاک لوگوں کو اسلام کی باتیں بتا رہے تھے۔ اسلام کے جانی دشمن ابوجہل نے رسولؐ پاک کو برا بھلا کہا اور پتھر بھی مارا۔ آپؐ کے سر مبارک سے خون جاری ہو گیا۔ جو بند ہی نہ ہوتا تھا۔

رسولؐ پاک کے ایک چچا تھے جن کا نام حضرت حمزہؓ تھا۔ یہ عرب بھر میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔ یہ اپنا وقت شکار میں گزارتے تھے۔ ایک دن شام کو جب شکار سے لوٹے تو ان کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ حضرت حمزہؓ ابوجہل کے گھر پہنچے اور بہت زور سے کمان اس کے سر پر ماری۔ ابوجہل کا سر لہولہان ہو گیا۔

اب حضرت حمزہؓ رسول پاک کے پاس گئے اور کہا "میرے بھتیجے تم یہ سن

کر خوش ہو گے کہ میں نے ابو جہل سے تمھارا بدلہ لے لیا ہے۔" رسولؐ پاک نے فرمایا" چچا! میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا- میری خوشی تو یہ ہو گی کہ آپؓ اسلام کو قبول کریں-" چنانچہ حضرت حمزہؓ اسی وقت مسلمان ہو گئے اور اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کیں اور اسلام کی خدمت کرتے ہوئے شہید ہوئے-

حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا

حضرت عمرؓ مکے میں بڑے بہادر مانے جاتے تھے- مکے کے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے' ایک دن اپنے گھر سے تلوار لے کر اس ارادے سے نکلے کہ رسولؐ پاک کو توبہ توبہ جان سے مار ڈالیں- راستہ میں انھیں معلوم ہوا کہ ان کی بہن اور بہنوئی بھی مسلمان ہو چکے ہیں- اس لیے وہ پہلے بہن کے گھر پہنچے- بہن اور بہنوئی کو مارنے لگے-

حضرت عمرؓ کی بہن نے اپنے بھائی سے کہا-" اللہ کے لیے پہلے وہ کلام تو سن لے جسے ہم سن کر اسلام لائے ہیں-"

حضرت عمرؓ کی بہن کے پاس قرآن کا ایک ٹکڑا لکھا ہوا تھا- حضرت عمرؓ نے قرآن کا وہ ٹکڑا پڑھا تو بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے- وہاں سے سیدھے رسولؐ پاک کی خدمت میں پہنچے اور مسلمان ہو گئے-

حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے اسلام کو بڑی تقویت

پہنچی- مکے کے لوگوں میں اسلام اپنا اثر کرنے لگا- حضرت حمزہؓ کی طرح بہت سے لوگ اسلام سے دلی ہمدردی رکھتے تھے- ان دونوں کے مسلمان ہونے کے بعد وہ لوگ بھی اسلام کی طرف آنے لگے- اب مسلمان خانہ کعبہ میں جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھنے لگے-

برادری سے خارج کرنا

مکے کے کافروں نے دیکھا کہ اتنی کوششوں اور محنتوں کے بعد بھی اسلام کا پھیلنا نہ رک سکا- اس لیے انھوں نے یہ طے کیا کہ رسولؐ پاک کو برادری سے خارج کیا جائے اور ان سے کوئی لین دین نہ کی جائے- چنانچہ مکے کے کافروں نے اس مطلب کا ایک معاہدہ کاغذ پر لکھا اور اسے خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیا اس معاہدے میں یہ باتیں تھیں کہ ہاشم اور مُطّلب کی اولاد سے یعنی جس قبیلے سے رسولؐ پاک تھے، ہم نہ لین دین کریں گے نہ رشتہ داری برتیں گے اور اور کوئی تعلق رکھیں گے-

اب آپؐ کے قبیلے کے لوگ مکے سے باہر ایک گھاٹی میں جو پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی الگ تھلگ رہنے لگے- مکے کے کافر اس معاہدے کی سختی سے پابندی کرتے تھے- حج کے مہینے میں، جس میں عرب کے لوگ لڑنا جھگڑنا گناہ سمجھتے تھے، رسولؐ پاک اس گھاٹی سے باہر آتے اور لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتے-

ابوجہل جو اسلام کا جانی دشمن تھا وہ آپؐ کے پیچھے پیچھے پھرتا اور یہ کہتا رہتا "لوگو! یہ جھوٹا ہے- چاہتا ہے کہ تمہیں بے دین بنا دے- اس لیے اس سے الگ رہو اور اس کی باتیں نہ سنو-"

تین سال لگاتار رسولؐ پاک اور آپؐ کے قبیلے کے لوگ مکے سے باہر ایک گھاٹی میں بند رہے- مکے کے بسنے والوں نے ساری چیزیں ان سے روک رکھی تھیں- نہ اناج پہنچنے دیتے اور نہ کوئی دوسری چیز- آپؐ کے خاندان کے بچے' بوڑھے اور نوجوان سب کے سب بھوکے رہتے اور کبھی کبھی بھوک کے مارے یہ لوگ درختوں کے پتے کھاتے- اکثر بھوک کے مارے بچے روتے تھے- مکے میں رحم دل لوگ بھی تھے- وہ چاہتے تھے کہ رسول پاک اور آپؐ کے خاندان سے یہ مصیبت کسی طرح ٹل جائے-

قدرت کا کیا کرنا ہوا کہ کافروں کے معاہدے کا کاغذ دیمک کھا گئی- اب رسول پاک اور آپؐ کے خاندان کے لوگ اس گھاٹی سے باہر آئے' اور آپؐ نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے اسلام پھیلانا شروع کیا اور کافروں نے بھی مخالفت زور شور سے کی-

رسولؐ پاک کے چچا اور بیوی کا انتقال

گھاٹی سے نکلنے کے بعد تھوڑے دن گزرے تھے کہ رسولؐ پاک کے چچا

ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ جنھوں نے آپؐ کو پالا پوسا تھا۔ تجارت میں مکے سے باہر ساتھ لے جاتے تھے' آپؐ کی ہر طرح دیکھ بھال کرتے تھے۔ پھر نبوت ملنے کے بعد آپ کا برابر ساتھ دیتے اور تکلیفوں میں آپؐ کی مدد کرتے رہے۔ رسولؐ پاک کے ساتھ ہمدردی کرنے کی وجہ سے مکے لوگ ان کے خلاف ہو گئے۔ دوست دشمن اپنے پرائے بن گئے' مگر انھوں نے رسولؐ پاک کا ساتھ نہ چھوڑا۔ مرتے دم تک آپ کی حمایت کی۔

آپؐ کے چچا کے انتقال کے تیسرے دن آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ بھی وفات پا گئیں۔ حضرت خدیجہؓ بڑی نیک بی بی تھیں۔ رسولؐ پاک کی خدمت انھوں نے سب سے زیادہ کی تھی۔ اپنا مال اسلام کی خدمت کے لیے خرچ کیا۔ عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں اور رسولؐ پاک کی سچی ہمدرد اور مددگار بنیں۔

آپؐ کو نبی ہوئے دس سال ہو گئے تھے' اس دس سال کی مدت میں آپؐ پر طرح طرح کی مصیبتیں آئیں اور آپ کو تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑا' کوئی نیا دن ایسا نہ ہوا کہ آپؐ پر نئی تکلیف نہ آئی ہو' مگر آپ صبر اور سکون کے ساتھ اسلام سکھاتے رہے' ڈر خوف' لالچ' ہنسی' مذاق جسمانی' تکلیفیں۔ ایمان والوں کا آنکھوں کے سامنے پٹنا۔ غرض کوئی ایسا ستم نہ تھا جو آپ پر نہیں کیا گیا۔ ان

مصیبتوں میں آپؐ کے سب سے زیادہ ہمدرد آپؐ کے چچا ابوطالب اور آپ کی بیوی حضرت خدیجہؓ ہی تھیں۔ان دونوں کے انتقال سے آپ کو سخت رنج ہوا۔اس لیے تاریخ لکھنے والے اس سال کو "غم کا سال" کہتے ہیں۔

رسولؐ پاک اگر چاہتے تو آئے دن کی مصیبتوں سے بچنے کے لیے حبشیوں کے ملک میں جا کر رہ سکتے تھے۔تم پڑھ آئے ہو کہ حبش کا بادشاہ مسلمان ہو گیا تھا۔اس کے علاوہ بہت سے مسلمان مکہ چھوڑ کر حبشیوں کے ملک میں آرام سے رہتے تھے۔مگر آپؐ کو یہ بات پسند نہ تھی اس لیے کہ آپؐ دنیا میں سب سے پہلے عرب کے رہنے والوں کی اصلاح کرنا چاہتے تھے' چنانچہ آپؐ نے تکلیفیں اٹھائیں' مصیبتیں سہیں مگر اپنے مقصد کو نہ چھوڑا۔

رسول پاکؐ نے اسلام پھیلانے کے خیال سے عرب کے ایک بڑے شہر طائف کے سفر کا ارادہ کیا۔آپؐ کے ساتھ آپؐ کے آزاد کیے ہوئے غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ بھی تھے۔اس امید پر کہ شاید طائف کے لوگ اسلام کی نعمت کو پہلے حاصل کریں۔وہاں شاید' اللہ کے اچھے اور نیک بندے ہوں آپؐ نے یہ سفر اختیار کیا۔مگر وہاں کے لوگ مکے والوں سے زیادہ مغرور تھے۔اس لیے کہ ان کو ہر طرح کی نعمتیں ملتی تھیں۔پھل' پھول' ترکاریاں اور باغات' ہرے بھرے کھیت یہ سب چیزیں انھیں میسر تھیں' وہ اللہ کو بھول چکے تھے۔اسی لیے غرور کے

نشے میں مست تھے۔

۲۹۔ طائف کے رہنے والوں کی گستاخیاں

طائف میں تین بڑے بڑے سردار رہتے تھے۔ یہ تینوں سگے بھائی تھے' انھوں نے آپؐ کی باتیں سنیں تو آپ کی ہنسی اڑائی۔

آپؐ اچھی طرح جانتے تھے کہ دولت اور آرام کی وجہ سے یہ غرور کی باتیں کر رہے ہیں۔ مگر اسلام طائف کی بستی میں پھیل کر رہے گا۔ آپ کو اسلام کی کامیابی کا ایسا یقین تھا جیسے ٹھیک دوپہر کے وقت کسی آدمی کے سر پر سورج چمک رہا ہو اس سے پوچھا جائے کہ بتاؤ دن ہے کہ رات؟ تم جانتے ہو وہ یقین کے ساتھ جواب دے گا کہ دن ہے۔ اسی طرح رسولؐ پاک کو یقین تھا کہ اسلام کا نور عرب کے کونے کونے کو روشن کر دے گا۔

رسول پاکؐ نے دس دن تک طائف کی گلی کوچوں میں اسلام لانے کی ضرورت اور اس کی خوبیاں ظاہر کیں۔ مگر یہاں کے گستاخ بسنے والے آپؐ سے کہتے "اگر تم سچے ہو تو پہلے اپنے لوگوں کو اسلام منوالو تو ہم جانیں۔ بس یہاں سے چلے جاؤ۔" رسولؐ پاک نے بڑی ہمت اور بہادری سے طائف کے لوگوں کی گستاخیاں سہیں' مگر انھیں اسلام کی طرف رغبت دلاتے رہے۔

ایک دن رسولؐ پاک لوگوں کو اسلام کی باتیں بتا رہے تھے کہ طائف کے

بازاری لوگوں نے آپ کو پتھر مارے اور آپ کو طائف سے نکال دیا- آپؐ کے پاؤں خون سے لہولہان ہو گئے- آپؐ کے پاؤں سے اتنا خون نکلا کہ آپؐ کے دونوں جوتے پاؤں سے چپک گئے- شہر سے باہر آ کر آپؐ ایک ہرے بھرے باغ میں ایک پیڑ کے نیچے سایہ میں ستانے کے لیے بیٹھ گئے-

سوچو تو رسولؐ پاک مکے سے دور طائف میں ہیں- دس دن تک آپؐ نے طائف والوں کے سامنے اسلام پیش کیا مگر کسی کی سمجھ میں اسلام کی باتیں نہ آئیں اور آتیں بھی کیسے؟ دل لگا کر سننے والا آدمی سمجھتا ہے' مگر ایک ضدی آدمی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے سننا ہی نہیں چاہتا تو اس کی سمجھ میں کیا خاک آئے گا مگر اس پر بھی رسولؐ پاک مایوس نہیں ہوئے- کوئی اور ہوتا تو ایسی حالت میں ضرور مایوس ہو جاتا اور طائف کی گستاخ بستی کے لیے بددعا ضرور کرتا کہ اے خدا! ایسی ظالم بستی کو الٹ دے- مگر ہمارے تمھارے پیارے رسولؐ اس موقع پر بھی اللہ سے اپنے لیے ہمت اور صبر کی دعا مانگتے رہے اور طائف والوں کی بہتری چاہتے رہے' اس لیے کہ شاید آگے چل کر اس بستی میں کوئی اللہ کا نیک بندہ پیدا ہو جائے-

طائف میں رسولؐ پاک کی دعا

اس تکلیف' بیکسی اور مظلومی کی حالت میں رسولؐ پاک نے وضو کر کے

نماز پڑھی پھر آپؐ نے اللہ سے یہ دعا مانگی۔ ذرا دھیان دے کر سنو۔

"اے میرے اللہ! میں اپنی کمزوری اور لوگوں کی تحقیر کی تجھ سے فریاد کرتا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! تُو ہی کمزوروں اور عاجزوں کا مالک ہے اور میرا بھی تو ہی مالک ہے۔ تُو مجھ کو کس کے سپرد کرے گا' کسی بیگانے یا اپنے کے۔ تُو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے ان تمام باتوں کی کچھ پروا نہیں۔ تیری ہی پناہ میرے لیے کافی ہے۔ میں تیرے اس نور کی پناہ میں آتا ہوں جس کے آگے سارے اندھیرے مٹ جاتے ہیں۔ جس سے دین اور دنیا سنور جاتی ہے۔"

عرب کے ایک بڑے شاعر کا مسلمان ہونا

طائف سے واپس آنے کے بعد رسولؐ پاک نے باہر کے لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا۔ آپؐ اکثر مکے کے باہر قافلوں کے رستوں پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو اسلام کی باتیں بتاتے رہتے۔ عرب کا ایک شخص بڑا مشہور شاعر اور اپنے قبیلے کا سردار طفیل بن عمروؓ دوسی نامی تھا۔ یہ بڑا سمجھ دار آدمی تھا۔ یہ مکے آیا۔ مکے والوں نے اس کا استقبال کیا اور بڑی خاطر کی۔ طفیل بن عمروؓ دوسی کو مکے کے کافروں نے سمجھا دیا کہ " خبردار مکے میں ایک نیا جادوگر پیدا ہوا ہے' جس کا نام محمدؐ ہے۔ بس اس کے جادو میں پھنس نہ جانا' جو اس کے جادو کے

پھندے میں پھنس جاتا ہے' وہ اپنے سارے رشتہ داروں سے الگ ہو جاتا ہے..
ہم بڑے پریشان ہیں- ہمارے سارے کاموں میں ابتری پیدا ہوگئی ہے- ہم تم
کو بتائے دیتے ہیں کہ کہیں اس کی باتوں میں نہ آ جانا-"

غرض کہ مکے کے پجاریوں نے طفیلؓ بن عمروؓ دوسی کے دل میں رسول
پاکؐ کے خلاف بری بری باتیں بٹھا دیں- اس سردار کی یہ حالت ہوئی کہ جب
باہر نکلتا تو کانوں میں روئی ٹھونس لیتا کہ کہیں رسول پاک کی آواز نہ سنائی دے اور
بچتا بچاتا ہوا نکلتا کہ کہیں آپ کا نورانی چہرہ نہ نظر آ جائے-

ایک دن رسولؐ پاک خانہ کعبہ کے کسی کونے میں' نماز میں پیاری
آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے- طفیل بن عمروؓ دوسی کے کان میں کسی طرح قرآن
پڑھنے کی آواز پہنچ گئی- بس اب تو اس کا دل بے اختیار ہو گیا- ایکا ایکی اسے
قریش کے سمجھانے کا خیال آیا- پھر سوچا کہ میں شاعر ہوں' اچھی بری باتوں کو
خوب سمجھتا ہوں- کوئی ناسمجھ بچہ نہیں- اگر اچھی بات ہوئی تو ماننے میں کیا حرج
ہے اور اگر بری بات ہوئی تو ہرگز نہ مانوں گا-

یہ سوچ کر طفیل بن عمروؓ دوسی رسولؐ پاک کے پاس جا کر قرآن پاک سننے
لگے- جب آپؐ نماز سے فارغ ہو کر گھر پہنچے تو طفیل بن عمروؓ دوسی بھی پیچھے پیچھے
آپؐ کے گھر پہنچے اور اپنا پورا قصہ آپ کو سنایا اور دل سے مسلمان ہو گئے- مکے

کے کافروں کو جب یہ واقعہ معلوم ہوا تو بہت بگڑے، بہت گھبرائے۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا مسلمان ہونا

گیارہ سال سے رسولؐ پاک اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے، اس کا تم حال پڑھ آئے ہو کہ کن مشکلوں سے آپؐ لوگوں سے ملتے تھے، مکے کے پجاری مکے والوں اور باہر کے بسنے والوں کو کس کس طرح پھسلا پھسلا کر آپؐ سے ملنے اور آپؐ سے بات چیت کرنے سے روکتے۔ مگر کب تک روک سکتے تھے۔

مشک ایک بہت خوشبودار چیز ہوتی ہے۔ یہ چھپنے سے چھپ نہیں سکتا اس کی خوشبو آپ ہی بتا دیتی ہے کہ اس جگہ مشک موجود ہے۔ بس یہی حال اسلام کی باتوں کا سمجھو۔ مکے کے پجاری بہت چاہتے تھے کہ اسلام کی باتیں کسی طرح چھپی رہیں، مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا؟ اسلام کی باتیں لوگوں کو آپ ہی آپ کھینچ لیتی تھیں۔

ایک بڑے قبیلے کے بڑے سردار حضرت ابوذر غفاریؓ نے اسلام کی کچھ باتیں سنی تھیں اور سننے کے ساتھ یہی دل میں شوق پیدا ہوا تھا کہ معلوم کرنا چاہیے اسلام کیا ہے؟ اسلام کی کیفیت معلوم کرنے کے لیے انھوں نے پہلے اپنے بھائی کو بھیجا تا کہ وہ معلوم کرے کہ اسلام کا سکھانے والا کون ہے؟ اور کیسا ہے؟ غرض ساری باتیں معلوم کر کے ان کے بھائی واپس گئے اور ساری کیفیت بیان کی۔ اب حضرت ابوذر غفاریؓ رسولؐ پاک کی محبت اور اسلام کے شوق میں اپنے دیس

سے پیدل چلے۔ گھر سے آسودہ حال اور امیر تھے چاہتے تو سواری کے لیے گھوڑے' اونٹ اور سب کچھ مل سکتے تھے مگر انھیں رسولؐ پاک کے پاس پیدل آنے میں جو مزہ آیا وہ کسی سواری پر آنے میں کب آتا؟ مکے پہنچے' رسولؐ پاک کی خدمت میں آئے' مسلمان ہوئے اور مکے کے بت پرستوں کے سامنے اسلام پیش کیا تو وہ حضرت ابوذر غفاریؓ پر پل پڑے' بعض لوگوں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو پہچانا اور بت پرستوں سے کہا۔ "تم کو معلوم نہیں یہ غفاری قبیلے کے بڑے سردار ہیں۔"

مدینہ

مدینہ! آہا کیا ہی پیارا نام ہے۔ مسلمانوں کے سامنے جب مدینہ کا نام آتا ہے تو دل پیار اور محبت سے بھر جاتا ہے۔ تم نے کبھی سوچا بھی بھلا یہ کیوں؟ اس لیے کہ ہمارے سچے ہادیؐ' ہمارے پیارے رسولؐ کا دوسرا دیس ہے۔ آپ کا پہلا دیس مکہ ہے۔ آپؐ مکے میں پیدا ہوئے یہیں پلے' بڑے ہوئے جوان ہوئے اور رسولؐ ہوئے۔ لوگوں کی بھلائی کے لیے' مکے ہی سے اپنا کام شروع کیا۔ تیرہ سال تک لگاتار مکے کی گلی کوچوں میں آپؐ اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ مگر کیسے حالات میں؟ سخت مصیبتوں میں' مشکلوں میں' تکلیفوں میں۔ مکے والوں نے کون سی تکلیف تھی جو آپ کو نہیں دی۔ آپ کو دھمکایا گیا' آپؐ کے

دوستوں اور ماننے والوں کو بری طرح ستایا گیا۔ تنگ آ کر اسلام کے ماننے والوں نے مکہ جوان کا پیارا دیس تھا چھوڑا۔ یہ سب کچھ ہوا مگر اسلام نہ چھوڑا۔

مدینہ رسولؐ پاک کا دوسرا دیس کیسے بنا؟ رسولؐ پاک کو یہ دیس ایسا کیوں بھایا کہ پھر آپؐ ہمیشہ کے لیے اسی میں رہے اور اس وقت بھی آپؐ کے پاک مزار پر دن رات اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ یہ سب باتیں تم آگے پڑھو گے۔ ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ شہر رسولؐ پاک کا دوسرا دیس بننے سے پہلے کیسا تھا؟

عرب کے تین بڑے بڑے شہر ہیں۔ مکہ' خانہ کعبہ کی وجہ سے ہمیشہ عزت والا شہر سمجھا جاتا ہے۔ طائف' اپنے ہرے بھرے باغوں اور میٹھے پانی کے چشموں' پھلوں اور پھولوں کی وجہ سے مشہور ہے۔

مدینہ رسولؐ پاک کی قیام گاہ اور اسلامی تعلیم گاہ اور باقاعدہ دارالحکومت اور مسجد نبوی بننے سے اور آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کے مزار کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے عزت والی بستی ہے۔

یہ رسولؐ پاک کے جانے سے پہلے ایک چھوٹا سا شہر تھا جس کا نام یثرب تھا۔ آپؐ کے دیس بنانے کے بعد اس کا نام مدینۃ الرسولؐ ہو گیا یعنی رسولؐ پاک کا شہر۔ یثرب رسولؐ پاک کے تشریف لانے سے پہلے بیماریوں کی بستی

تھی۔ آئے دن لوگ بیماریوں میں مبتلا رہتے تھے۔ مگر رسولؐ پاک کے جانے کے بعد اللہ نے رسولؐ کی برکت سے اس کی ہر خرابی کو خوبی سے بدل دیا۔ کثافت اور گندگی کی جگہ صفائی اور پاکیزگی کی جگہ بن گئی۔ بیماریوں کی جگہ صحت اور تندرستی کا مقام ہو گیا۔ جہالت اور کفر کی جگہ علم اور اسلام آ گیا اور پھر یہاں سے دین اور اسلام کی برکتیں تمام دنیا میں پھیل گئیں۔

یہی شہر ہے جس نے اسلام کی نورانی کرنیں پھیلائیں، یہی شہر اللہ کے ماننے والوں کا مرکز اور اسلام کے لشکر کا قلعہ تھا۔ رسولؐ پاک کے اس پیارے دیس کو تاریخ لکھنے والے مدینہ طیبہ "پاک بستی" کے پیارے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اللہ کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں اس پاک بستی پر دن رات نازل ہوں۔

مدینے کے کچھ لوگوں کا اسلام لانا

ایک دفعہ حج کے زمانے میں رسولؐ پاک مختلف قبیلوں کو اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے۔ ایک جگہ آپ آئے، مدینہ کے کچھ لوگ الگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ یہ کل چھ آدمی تھے، انھیں الگ دیکھ کر رسولؐ پاک ان کے پاس گئے۔ ان کو اسلام کی باتیں بتائیں، بتوں کی پوجا سے انھیں نفرت دلائی، صفائی اور ستھرائی کی تاکید کی اور قرآن پڑھ کر سنایا۔

ان لوگوں نے مدینے میں یہودیوں سے سنا تھا کہ آخری رسولؐ کے آنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ ضرور دنیا میں آئے گا جو جو نشانیاں ان لوگوں نے رسولؐ پاک کی سنی تھیں وہ سب نشانیاں آپؐ میں پائیں۔

سچے تھے' اچھے تھے۔ اسلام اچھے لوگوں کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں سچائی' صفائی اور انسانی خوبیوں کی تلاش ہوتی ہے' وہ خود بخود اچھی باتوں کی طرف کھنچ آتے ہیں' یہی حال مدینے کے ان لوگوں کا تھا کہ اپنی اچھی فطرت کی وجہ سے سچائی کی تلاش میں تھے اور اب انھوں نے اپنی آنکھوں سے رسولؐ پاک کو دیکھا' اسلام کی باتیں سنیں' بس جھٹ بول اٹھے۔ "ایک اللہ سب کا معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی پرستش کے لایق نہیں اور اس کا رسولؐ اور اس کی کتاب سچی ہے۔" یہ لوگ بڑے خوش قسمت تھے۔

مدینے میں اسلام کا پہلا استاد

یہ سچے مسلمان جب لوٹنے لگے تو رسولؐ پاک نے ان کے ساتھ اپنے ایک ساتھی کو بھی بھیج دیا کہ یہ انھیں اسلام کی باتیں سکھائیں اور قرآن پڑھائیں۔ رسولؐ پاک کے اس ساتھی کا نام مصعبؓ بن عمیر تھا۔ یہ مسلمان ہونے سے پہلے بڑی شان سے رہا کرتے تھے۔ جب ان کی سواری نکلتی تھی تو کچھ سوار آگے آگے چلتے تھے اور کچھ پیچھے پیچھے۔ جب اسلام لائے تو انھوں نے اس

شان سے رہنا چھوڑ دیا اور غریبوں کی طرح رہنا شروع کیا۔

رسولؐ پاک کے حکم سے مدینے میں اسلام سکھانے کے لیے گئے تو ان کے بدن پر ایک پرانا کمبل ہوتا وہ بھی پھٹا ہوا' ببول کے کانٹوں سے جڑا ہوا آپؓ رات دن قرآن پڑھانے اور اسلام کی باتیں سکھانے میں لگے رہتے۔

حضرت مصعبؓ کی تبلیغ کا مدینہ میں یہ اثر ہوا کہ ایک ہی سال میں مدینے کی ہر گلی کوچے میں اسلام کی نورانی کرنیں پہنچ گئیں۔ مدینے کے لوگ اچھے تھے ان کو ہادیؐ کی تلاش تھی۔ سچا ہادیؐ انھیں مل گیا۔

مدینے کے مسلمانوں کا پہلا عہد

مدینے میں اسلام کی خوب تبلیغ ہوئی دوسرے سال بارہ مسلمان مدینے سے حج کے دنوں میں رسولؐ پاک کی خدمت میں آئے۔ انھوں نے آپؐ سے ایک عہد کیا۔ اس عہد میں یہ پانچ باتیں تھیں۔

(۱) ایک اللہ کی عبادت کریں گے اس کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ مانیں گے۔

(۲) چوری نہ کریں گے۔ برے کاموں سے بچیں گے۔

(۳) لڑکیوں کو قتل نہ کریں گے' اور نہ انھیں زندہ دفن کریں گے۔

(۴) کسی پر جھوٹا الزام نہ لگائیں گے اور نہ کسی کی چغلی کھائیں گے۔

(۵) ہم مدینے کے مسلمان ہر کام میں آپؐ کی مدد کریں گے۔

تاریخ والے اس عہد کو بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔ بیعت کے معنی ہیں اپنے آپ کو کسی کے حوالے کر دینا اور یہ پکا عہد کر لینا کہ ہم اپنی جان اور مال اللہ کے راہ میں دے دینے کے لیے تیار ہیں۔ چونکہ ان مسلمانوں نے بھی اپنا ہاتھ رسولؐ پاک کے ہاتھ میں دے کر یہ پکا عہد کیا تھا اور اپنے آپ کو ہر طرح سے رسولؐ پاک کے حوالے کر دیا تھا اس لیے اس کا نام بیعت ہوا۔ عقبہ ایک جگہ کا نام ہے جہاں یہ عہد ہوا تھا۔ اولیٰ کا مطلب ہے پہلی بیعت' چونکہ مدینے کے مسلمانوں نے رسولؐ پاک سے دو عہد کیے تھے اور یہ دونوں عہد ایک ہی جگہ کیے تھے اس لیے پہلے عہد کا نام بیعت عقبہ اولیٰ اور دوسرے عہد نام بیعت عقبہ ثانی مشہور ہے۔

مدینے کے مسلمانوں کا دوسرا عہد

حضرت مصعبؓ کی تعلیم کی وجہ سے مدینے کے لوگ اسلام کے شیدائی بن گئے۔ تیسرے سال ۷۳ مرد اور ۲ عورتیں مدینے سے حج کرنے کے ارادے اور رسولؐ پاک کو دیکھنے کی نیت سے مکے آئے۔ ان کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ آپؐ کو مدینہ آنے کی دعوت دیں۔

اسلام کے شیدائیوں کی یہ جماعت مکے کے باہر عقبہ کے مقام پر رات

کے وقت رسولؐ پاک سے ملی۔ آپؐ کے ساتھ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ بھی تھے۔ حضرت عباسؓ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے' مگر ان کو اپنے بھتیجے سے محبت تھی' اس لیے انھوں نے مدینہ کے مسلمانوں سے کہا: "تم کو معلوم ہے کہ مکے کے لوگ محمدؐ کے جانی دشمن ہیں اگر تم ان کے ساتھ کوئی عہد کرنا چاہتے ہو تو سوچ سمجھ کر کرنا چاہیے۔ سوچ لو' سارے عرب کی مخالفت اپنے سر مول لینی ہے۔"

مدینے کے مسلمانوں نے حضرت عباسؓ کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ انھوں نے عرض کیا حضورؐ آپ کچھ فرمائیں۔ رسولؐ پاک نے انھیں قرآن پڑھ کر سنایا جس سے ان کے ایمان میں اور زیادتی ہوئی۔ پھر مدینے کے لوگوں نے دوبارہ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ "آپ مدینے چل کر ہمارے ساتھ رہیں تا کہ ہم اچھے اور نیک مسلمان بنیں۔ پھر رسولؐ پاک نے مدینے کے مسلمانوں سے یہ باتیں پوچھیں۔

(۱) کیا تم اسلام کے پھیلانے میں میری مدد کرو گے؟

(۲) کیا تم مدینے میں میری اور میرے ساتھیوں کی ایسی حفاظت کرو گے' جیسی اپنے بال بچوں کی کرتے ہو؟

مدینے کے مسلمان بولے: "ہمیں اس کا کیا بدلہ ملے گا؟"

رسولؐ پاک نے فرمایا "اللہ کی خوشنودی اور جنت"۔

پھر مسلمانوں نے پوچھا: "حضورؐ ہمیں بتادیں کہ ہمیں کبھی چھوڑ تو نہ دیں گے؟"

آپؐ نے فرمایا: "نہیں میرا مرنا، جینا تمھارے ساتھ ہوگا۔"

اب سب مسلمانوں نے آپؐ کے سامنے اسلام کی حفاظت کا پکا عہد کیا اور اس دوسرے عہد کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔

رسولؐ پاک کے قتل کے مشورے

مکہ والوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ مدینے میں اسلام کا خوب چرچا ہو رہا ہے حبشیوں کے ملک کے علاوہ اب تو مسلمانوں کو خود عرب کے ملک میں امن کی جگہ مل گئی ہے تو وہ گھبرائے۔ ان لوگوں نے اندھیری راتوں میں خانہ کعبہ میں چھپ چھپ کر مشورے کیے کہ رسولؐ پاک کا کس طرح کام تمام کر دیا جائے اور اسلام کو کیسے ختم کر دیا جائے۔

مختلف لوگوں نے طرح طرح کے مشورے دیے۔ سب سے آخر میں ابوجہل بولا یہ سب تدبیریں بے کار ہیں۔ میری رائے ہے۔

۱۔ مکے کے مشہور قبیلوں میں سے ایک ایک بہادر نوجوان چُن لیا جائے۔

۲۔ یہ نوجوان رات کے اندھیرے میں محمدؐ کے گھر کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔

۳۔ محمدؐ صبح کے وقت سویرے جب گھر سے نکلیں تو سب کے سب

نوجوان تلواروں سے حملہ کر کے ان کو ختم کر دیں۔

سب لوگوں نے ابو جہل کی اس تجویز کو مان لیا اور اسی مجلس میں اس کام کے لیے نوجوان چن لیے گئے۔

ہجرت

عقبہ کے دوسرے عہد کے بعد مکے کے مسلمان مدینے جانے لگے۔ کیونکہ اب اسلام کا دیس مدینہ بن چکا تھا۔ اسلام کی تاریخ میں یہ دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔ تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ پہلی ہجرت مسلمانوں نے حبشیوں کے ملک میں کی تھی۔ یہ دوسری ہجرت مدینہ کو ہوئی۔ اس ہجرت میں مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں اپنے عزیز قریب چھوڑے' دولت اور مال چھوڑا۔ مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کے وفادار رہے۔

رسولؐ پاک کے ایک ساتھی تھے جن کا نام حضرت صہیبؓ رومی تھا۔ جب یہ ہجرت کر کے مدینہ کو چلے تو مکہ والوں نے انھیں گھیر لیا اور کہا" جب تُو مکے میں آیا تھا تو کنگال تھا۔ یہاں رہ کر تُو نے بہت دولت کمائی ہے۔ یہاں سے اب مدینے جا رہا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنا مال بھی ساتھ لے جائے۔ ہم ایسا ہرگز نہیں ہونے دیں گے۔" حضرت صہیبؓ نے سارا مال ان لوگوں کو دے دیا اور خالی ہاتھ مدینے چل دیے۔

اسی طرح مکے میں ایک مسلمان خاندان تھا- میاں بیوی اور ایک بچی یہ تینوں اونٹ پر سوار ہو کر مدینے چلنے لگے مکے کا ایک شخص آیا' اس نے اونٹ کو روک کر کہا" تم جا سکتے ہو- ہماری بچیاں نہیں جا سکتیں"- اس شخص نے اس مسلمان کی بیوی اور بچی کو روک لیا- وہ مسلمان اسلام کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے بیوی اور بچی کو چھوڑ کر مدینے پہنچا- اس مسلمان کی بیوی اور بچی جب تک مدینے نہ پہنچیں روتی رہیں-

رسولؐ پاک کے گھر کا محاصرہ

وہ وقت آن پہنچا جب مکہ کے پجاری اپنی تجویز کے مطابق توبہ توبہ رسولؐ پاک کو قتل کرنا چاہتے تھے- پجاریوں نے آپؐ کے گھر کو گھیر لیا- وہ چاہتے تھے کہ صبح سویرے جب آپؐ نماز کے لیے گھر سے نکلیں تو آپؐ کا کام تمام کر دیں- جب اسلام کے سکھانے والے کا خاتمہ ہو جائے گا تو اسلام آپ ہی مٹ جائے گا-

چاند پر کوئی دھول پھینکے تو چاند کی نورانی روشنی کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچتا- سورج کی روشنی کو کوئی روکنا چاہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ اس کی تیز کرنیں رک جائیں! بس یہی مثال اسلام کی سمجھو- کافر اپنے خیال میں چاہتے تھے کہ رسولؐ پاک کو قتل کر کے اسلام کا خاتمہ کر دیں مگر وہ ایسا نہ کر سکے اور نہ کر سکتے

تھے- کیونکہ اللہ اپنے رسولؐ کی حفاظت کرنے والا تھا- اللہ کی حفاظت کافروں کی چھپی ہوئی تجویزوں سے زیادہ مضبوط تھی-

اللہ نے قرآن میں صاف صاف کہہ دیا ہے کہ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور "اسلام" کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا' چاہے یہ بات کافروں کو بری کیوں نہ لگے-"

غرض کہ اللہ میاں نے اپنے رسولؐ کو کافروں کی اس تجویز کی خبر دے دی- آپؐ نے اپنے چچیرے بھائی اور اپنے پیارے دوست حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر سلایا اور انھیں یقین دلایا کہ کوئی ڈر کی بات نہیں ہے- اللہ بچانے والا ہے- پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو سمجھایا کہ جن لوگوں کی امانتیں ہیں وہ انھیں لوگوں کو دیدیں- حضرت علیؓ رسولؐ پاک کے بستر پر رات بھر چادر تان کر آرام سے سوتے رہے-

رسولؐ پاک پورے اطمینان کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوئے کافروں کے بیچ میں سے نکل گئے- انھوں نے آپؐ کو دیکھا تک نہیں-

رسولؐ پاک اپنے پیارے دوست حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے- وہ پہلے ہی سے ہجرت کے لیے تیار بیٹھے تھے- اب دونوں اللہ کے پیارے رات کے اندھیرے میں مکے سے نکلے- مکے سے پانچ میل دور ایک غار ہے جس کا نام ثور

ہے اس جگہ پہنچے۔

رسولؐ پاک اور حضرت ابوبکرؓ کا غار میں چھُپنا

جب دونوں دوست غار کے پاس پہنچے تو پہلے حضرت ابوبکرؓ نے غار میں جا کر اسے اچھی طرح صاف کیا اور اپنے جسم کے کپڑے پھاڑ پھاڑ کر غار کے سوراخ بند کر دیے۔ پھر رسولؐ پاک کو اندر لے گئے۔ اسلام کے یہ سورج اور چاند اسی غار میں تین دن تک چھُپے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اسماء اللہ کے دونوں پیاروں کو کھانا پہنچا دیتیں۔ یہ بچی بڑی بہادر تھی۔ رسولؐ پاک اور اسلام سے اسے بڑی محبت تھی۔

اب ادھر مکے کی حالت دیکھو۔ کافروں نے دیکھا کہ رسولؐ پاک صبح کی نماز کے لیے باہر نہیں نکلے تو وہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور ان سے پوچھنے لگے "محمدؐ کہاں ہیں؟" حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ "مجھے کیا معلوم؟" کافر حضرت علیؓ پر ٹوٹ پڑے ان کو مارا پیٹا اور پکڑ کر خانہ کعبہ میں لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد چھوڑ دیا۔

پھر حضرت ابوبکر کے گھر پہنچے۔ حضرت ابوبکر نہ ملے تو بہت گھبرائے کبھی ادھر بھاگتے کبھی ادھر دوڑتے کافروں نے مکے کے کونے کونے کو تلاش کر ڈالا کہ کہیں رسولؐ پاک مل جائیں تو بس توبہ توبہ آپؐ کو قتل کر ڈالیں۔ پھر جنگل کی

طرف نکل کر آپ کو تلاش کرنا شروع کیا اور کئی بار غار ثور کے منہ پر بھی پہنچے مگر جس کی اللہ حفاظت کرے اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اللہ نے کسی مکڑی کے دل میں یہ خیال ڈال دیا کہ اس غار کے منہ پر جالا بنائے اور ایک کبوتر کے جوڑے کو سکھایا کہ وہ اس جالے کے پاس انڈے دے دے چنانچہ ایسا ہی ہوا- کافر آئے انھوں نے سمجھا کہ ایسی جگہ کون چھپ سکتا ہے؟ جہاں مکڑی کا جالا تنا ہو اور کبوتر کے انڈے رکھے ہوں- بت پرست اپنا پورا زور اسلام کے سکھانے والے کے مٹانے کے لیے لگا رہے تھے اور اسلام کے سکھانے والے کی حفاظت کا ساماں اللہ نے مکڑی اور کبوتر کے جوڑے کے ذریعے کر دیا تھا- سوچو تو بھلا اس میں کیا حکمت تھی؟ اس میں یہ حکمت تھی کہ اللہ نے اپنے دین کی مدد کے لیے دین کے بڑے بڑے مغرور اور گھمنڈ والے دشمنوں کو ننھی ننھی حقیر سی چیزوں سے شکست دے دیتا ہے- جب کبھی مقابلہ سچائی اور جھوٹ میں ہوا ہے ایسا ہی ہوا ہے-

جب کافر غار کے دروازے پر پہنچے تو حضرت ابوبکرؓ نے پیارے رسولؐ سے کہا!" کافر آ پہنچے-" رسولؐ پاک نے فرمایا:" ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے-" دیکھا! کس بہادری سے رسولؐ پاک فرماتے ہیں- اللہ ہمارے ساتھ ہے' آپ کو پکا یقین تھا کہ یہ کافر کچھ نہیں کر سکتے - اسلام ساری دنیا میں پھیل کر رہے

گا-رسول پاک کافروں کی کوششوں کو ایک تنکے کے برابر بھی نہیں سمجھتے تھے-تم پڑھ آئے ہو کہ تیرہ سال لگاتار دن رات مکے میں جو بتوں کے پجاریوں کا ایک مضبوط قلعہ تھا' آپؐ نے توحید کا اعلان کیا-انھیں کوئی چیز نہ ڈرا سکی تو آج آپ کو کون سی چیز ڈرا سکتی تھی؟ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہوتا ہے' تم بھی آزما کر دیکھو- پیغمبر جو اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ بھی ان کا ہو جاتا ہے- پھر انھیں کیا ڈر لگ سکتا ہے؟

رسولؐ پاک کی مدینے کو روانگی

مکے کے کافر بہت بھاگے دوڑے آخر ہار کر بیٹھ گئے-تیسرے دن رسولؐ پاک اور حضرت ابوبکرؓ رات کے اندھیرے میں غار سے نکلے- حضرت ابوبکرؓ نے اسی سفر کے لیے دو تیز اونٹنیاں تیار کر رکھی تھیں- دونوں اللہ کے پیارے ان پر سوار ہوئے راستہ بتانے کے لیے ایک آدمی ساتھ لیا وہ راستہ بتاتا جاتا تھا-کافروں نے رسولؐ پاک کو پکڑنے کے لیے بڑے بڑے انعام مقرر کر رکھے تھے-غار سے نکلنے کے بعد ایک سردار نے آپ کو دیکھ لیا-اس نے انعام حاصل کرنے کے لیے آپ کا پیچھا کیا-مگر جب اس نے رسولؐ پاک کی پیاری پیاری باتیں سنیں تو وہ مسلمان ہو گیا-اس کے ساتھ اس کے قبیلے کے ستر آدمی بھی اسلام لے آئے-اس نے اپنی پگڑی اتار کر اس کا جھنڈا بنا لیا اور آپؐ سے آگے آگے

چل کر لوگوں کو راستے میں آپؐ کے آنے کی خبر دیتا جاتا تھا۔ دیکھا! یہ تھوڑی دیر پہلے جانی دشمن تھا' اب آپؐ کا سچا جان نثار بن گیا۔ اسے کہتے ہیں سچائی۔

آٹھویں دن رسولؐ پاک اور حضرت ابوبکرؓ مدینے پہنچے' مدینے کے لوگ رسولؐ پاک کے آنے کے انتظار میں تھے' روز صبح کے وقت شہر سے باہر آتے۔ دوپہر تک راہ دیکھ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

مدینے کے باہر ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ اس کا نام قبا ہے۔ رسولؐ پاک اس جگہ چودہ دن تک رہے۔ سارے مسلمان رسولؐ پاک کو دیکھنے کے لیے اس جگہ آتے۔ حضرت علیؓ بھی مکے میں لوگوں کو امانتیں دے کر یہیں آپؐ سے آکر ملے۔

رسولؐ پاک کا مدینے میں استقبال

چودہ دن آپ قبا میں رہے۔ پندرھویں دن جو جمعہ کا دن تھا آپؐ مدینے میں داخل ہوئے' مدینے کے راستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ مکانوں کی چھتیں رسولؐ پاک کی زیارت کرنے والوں سے پٹی ہوئی تھیں۔ بڑے بوڑھے' نوجوان بچے' عورتیں' مرد سب کے سب آپؐ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنا چاہتے تھے۔ اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے۔ اللہ کا شکر کر رہے تھے کہ رسولؐ پاک ہمارے دیس میں آ گئے۔

ننھے منے بچوں کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا- وہ اچھل رہے تھے، کود رہے تھے اور ٹولیاں بنا بنا کر خوشی کے گیت گا رہے تھے- بس یوں سمجھو آج کا دن ان کے لیے عید کا دن تھا- وہ سب آپؐ کی محبت میں مگن تھے-

رسولؐ پاک نے مدینے کے بچوں سے پوچھا: "کیا تم مجھ سے محبت رکھتے ہو؟"

بس پھر کیا تھا سب کے سب بول اٹھے: "آپؐ تو ابا اماں سے بھی بڑھ کر پیارے ہیں-"

رسولؐ پاک نے فرمایا: "میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں اور پیار کرتا ہوں-"

رسولؐ پاک کا مدینے میں پہلا وعظ

تم پڑھ چکے ہو کہ آپؐ جمعہ کے دن مدینے میں داخل ہوئے- پہلا جمعہ رسولؐ پاک نے مسلمانوں کے ساتھ مدینے میں پڑھا- اس وقت سے آج تک مسلمان شہر کی سب سے بڑی مسجد میں جمعہ کی نماز بڑی شان سے ادا کرتے ہیں- نماز سے پہلے امام کچھ وعظ کہتا ہے جسے جمعہ کا خطبہ کہتے ہیں- رسولؐ پاک نے اس پہلے جمعہ میں جو خطبہ دیا تھا وہ یہاں لکھا جاتا ہے-

رسولؐ پاک نے پہلے اللہ کی بڑائی بیان کی- پھر آپؐ نے فرمایا- اسی اللہ

نے محمدؐ کو ہدایت، روشنی اور اچھی باتوں کے ساتھ ایسے وقت میں بھیجا جب کہ بہت دنوں سے کوئی رسول دنیا میں نہیں آیا اور جہالت اور تاریکی بہت بڑھ گئی تھی۔ پھر آپؐ نے مسلمانوں کو اچھے بننے کی نصیحتیں کیں۔

آپؐ نے فرمایا: "میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں۔ سب سے اچھی نصیحت جو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو کر سکتا ہے وہ اپنی اصلاح کی نصیحت ہے، لوگو! جن باتوں سے اللہ نے بچنے کی کہا ہے۔ ان سے دور رہو۔ جن باتوں کے کرنے کو کہا ہے ان کو کرو۔"

اس جمعہ کی نماز میں ایک سو مسلمان تھے۔ سوچو تو کیسا اچھا جمعہ ہوگا۔ کیسے اچھے نمازی تھے۔ جنھوں نے پہلا جمعہ پیارے رسولؐ کے ساتھ پڑھا تھا اور پیاری پیاری نصیحتیں آپ کی پیاری زبان سے سنیں۔ ہاں وہ لوگ بڑے خوش نصیب تھے۔ ہم خوش نصیب اس وقت ہو سکتے ہیں جب اسی اسلام کو لوگوں تک پہنچائیں۔

رسولؐ پاک کا مدینے میں قیام

جب رسولؐ پاک مدینے میں داخل ہوئے تو ہر ایک مسلمان یہی چاہتا تھا کہ آپؐ اسی کے گھر اتریں آپؐ اونٹنی پر سوار تھے آپؐ چاہتے تھے کہ جہاں یہ اونٹنی آپ ہی آپ بیٹھ جائے گی بس وہیں آپؐ اتر پڑیں۔ رسولؐ پاک کی اونٹنی ایک

کھلے میدان میں بیٹھ گئی۔ یہ میدان دو یتیم بچوں کا تھا۔ یتیم بچے یہ میدان آپ کو مفت دینے لگے۔ مگر آپؐ نے اس کی قیمت یتیم بچوں کو دے دی۔

پھر اسی جگہ رسولؐ پاک نے ایک مسجد بنائی جو مسجد نبوی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مسجد شروع میں کچی بنائی گئی تھی۔ اس کی چھت کھجور کے پتوں کی تھی۔ آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں نے اس مسجد کو اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ آپؐ کی وفات کے بعد یہ مسجد پکی بنائی گئی۔ اس وقت یہ مسجد دنیا کی خوب صورت مسجدوں میں سے ایک ہے۔

جس وقت رسولؐ پاک اور مسلمان یہ مسجد بنا رہے تھے، آپؐ اس مسجد کے لیے خود اینٹیں اور گارا اٹھا اٹھا کر لاتے۔ آپؐ اور مسلمان ایک دعا پڑھ رہے تھے۔ جس کا اردو میں مطلب یہ ہے۔ "اے اللہ آخرت کی بھلائی ہی اصلی بھلائی ہے۔ تُو انصار اور مہاجرین کی مدد کر۔"

رسولؐ پاک کی مسجد کے پاس دو تین گھر آپؐ کی بیویوں کے لیے بنائے گئے تھے، مسجد کے آگے ایک چبوترا بنایا گیا تھا۔ جہاں غریب مسلمان رہتے تھے جنھیں تاریخ والے اصحاب صفہؓ (چبوترے والے) کہتے ہیں۔

جب مسجد نبویؐ بن گئی تو پانچوں وقت اس میں نماز ہونے لگی سب سے پہلے یہ بات پیش آئی کہ مسلمانوں کو نماز کے وقت کی خبر کیسے دی جائے؟ کئی

تجویزیں پیش ہوئیں۔اسی رات حضرت عمرؓ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص اذان کہہ رہا ہے۔حضرت عمرؓ نے یہ خواب رسولؐ پاک کو بتایا۔آپؐ نے اسے پسند فرمایا۔آپؐ کے ایک اور ساتھیؓ نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا تھا۔اسی دن سے نمازوں میں بلانے کے لیے اذان دی جاتی ہے جو تمھیں یاد ہوگی۔

تم پانچ وقت دن میں مسجدوں میں موذن (اذان دینے والے) کو اذان دیتے ہوئے سنتے ہو۔موذن خالی نمازیوں کو بلاتا ہی نہیں بلکہ دن میں پانچ مرتبہ اللہ کی توحید، اسلام اور رسولؐ پاک کی سچائی کا زور زور سے اعلان کرتا ہے۔

مسلمانوں کا بھائی چارا

جن مسلمانوں نے اللہ کی راہ میں اپنا دیس، گھر بار، رشتے دار چھوڑے وہ مہاجر کہلائے۔مدینے کے جن مسلمانوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کی مدد کی وہ انصارؓ کہلائے، یعنی مدد کرنے والے۔

رسولؐ پاک نے مسلمانوں میں بھائی چارا قائم کیا۔وہ اس طرح کہ ایک مسلمان انصارؓ میں سے لیا اور دوسرا مہاجرینؓ میں سے ان دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔رسولؐ پاک کے بنائے ہوئے بھائیوں میں سگے بھائیوں سے بڑھ کر محبت اور پیار تھا۔

مکے کے مسلمان اپنا مال و دولت چھوڑ کر مدینے آئے تھے۔اس لیے

مدینے کے مسلمانوں نے ان کی مہمان داری اور ہر طرح کی مدد کی اور انھیں اپنی جائیدادوں اور گھروں میں سے آدھے حصے دینے چاہے۔ مگر مہاجرینؓ اس کے لیے تیار نہ تھے۔ کیونکہ وہ محنت کر کے اپنا وقت گذارنا چاہتے تھے۔ اللہ نے ان کی محنتوں میں برکت دی۔ تھوڑے ہی دنوں میں مکے کے مسلمان یعنی مہاجر بڑے مالدار ہو گئے۔ تجارت کر کے انھوں نے اپنا گزارہ بھی کیا اور اسلام کی خدمت بھی کی۔

اسلام کے اس بھائی چارے پر مسلمانوں کو ناز ہے۔ یہ فخر صرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ وہ غیروں کو اپنا بنا دیتا ہے۔ ایسی محبت اور پیار کی باتیں تم کو کسی اور مذہب میں نہ ملیں گی' اسلام میں ذات پات' کالے گورے کا کوئی سوال ہی نہیں ہے' اسلام میں سب بھائی بھائی ہیں تم خود رات دن پانچوں وقت مسجدوں میں یہ بھائی چارا دیکھ سکتے ہو۔

اسلام میں امیری غریبی کا کوئی قصہ ہی نہیں ہے' اسلام میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے پیدا کرنے والے' پالنے والے اللہ کے حکموں کا سب سے زیادہ پابند ہو۔ باقی اس کو شریف نہ کہیں گے جو بس یہ کہتا پھرے کہ میرے باپ دادا بڑے شریف تھے۔ ہاں یہ آدمی بھی شریف ہو سکتا ہے اگر وہ اسلام کو سب سے زیادہ عزیز رکھتا ہو۔ اور اس کے حکموں پر عمل کرتا ہو۔

مدینے کا اچھا زمانہ

مدینے میں رسولؐ پاک نے مسلمانوں کے رہنے سہنے کے انتظام سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دیس کی بھلائی کی تدبیریں سوچیں، تم پڑھ چکے ہو کہ مدینہ رسول پاک کے آنے سے پہلے ہر طرح سے بری حالت میں تھا- آئے دن یہاں کے بسنے والے بیماریوں میں پھنسے رہتے تھے- اس سے بڑھ کر ان میں ایک بیماری تھی- وہ بہت ہی بری بیماری ہے- اللہ اس سے قوموں اور ملکوں کو بچائے- تم پوچھو کہ وہ کیا بیماری تھی؟ وہ نااتفاقی تھی- بیماری سے تو بس تھوڑے بہت آدمی مر جاتے ہیں- مگر کمبخت نااتفاقی سے قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں، ملک ویران ہو جاتے ہیں- ان میں بسنے والے کنگال ہو جاتے ہیں، رفتہ رفتہ غیروں کی غلامی میں پھنس جاتے ہیں- تم بڑے ہو کر یہ ساری باتیں تاریخ کی کتابوں میں پڑھو گے-

مدینے کی بستی میں بھی یہ بیماری زوروں پر تھی، اللہ نے اس بیماری کو اپنے رسولؐ کی برکت اور کوششوں سے دفع کیا- آپؐ سے بڑھ کر آج تک دنیا میں اتفاق پیدا کرنے والا نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا- آپؐ ہمیشہ یہ چاہتے تھے کہ سارے ملکوں کے لوگ امن، آرام اور چین سے رہیں-

مدینہ جہاں مختلف قبیلے اور قومیں رہتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے

ان میں ایکا پیدا کرنے کی بات چیت کی- ان سب کو ایک عہد نامہ کے لیے تیار کیا- یہ معاہدہ ایسا تھا کہ اس نے مدینے کے سارے بسنے والوں کو ایک قوم جیسا بنا دیا- تم آگے چل کر پڑھو گے کہ یہودیوں کے علاوہ سب لوگوں نے عہد نامے کی پابندی کی- یہودی ہیں ہی کچھ ایسے کہ کسی ملک میں امن اور چین سے نہیں رہ سکتے- ہوتا یہ ہے کہ لوگوں کو قرض دے دے کر ان کی کمائی سمیٹ لیتے ہیں اور پھر روپے پیسے کے زور سے ملک کے انتظام میں چوری چھپے خرابی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں- اس وجہ سے یہ قوم ملکوں سے نکالی جاتی ہے- تم بڑے ہو کر اس قوم کے حالات پڑھو گے-

یہ بڑی عجیب قوم ہے- تم پوچھو گے کیوں؟ اس لیے کہ اس قوم نے اللہ کے رسولوں کو بڑی بڑی تکلیفیں دیں اور قتل کیا- رسولؐ پاک نے ایسی جاہل اور اجڈ قوم کو ایک عہد نامے کے لیے تیار کیا- اس عہد نامے کی بڑی بڑی باتیں یہ تھیں-

۱- یہودی اپنے دین پر رہیں گے اور مسلمان اسلام پر قائم رہیں گے-

۲- اگر یہودیوں پر کوئی دشمن حملہ کرے گا تو مسلمان ان کی مدد کریں گے-

۳- مدینے پر کوئی چڑھ آئے گا تو دونوں مل کر اس کا مقابلہ کریں گے-

۴-جب کسی سے صلح کریں گے تو مسلمان اور یہودی مل کر کریں گے-

۵-مدینہ یہودیوں اور مسلمانوں دونوں کے لیے عزت کی جگہ ہوگی-

۶-مسلمانوں اور یہودیوں کے جھگڑے رسولؐ پاک طے کریں گے-

اس عہدنامے کو مسلمانوں نے اچھی طرح نباہا-مگر یہودیوں نے اسے اپنی شرارت کی وجہ سے توڑ ڈالا- ان کے ساتھ وہی ہوا جو ان کی شرارت کے بدلے میں ہونا چاہیے تھا' یعنی مدینے سے نکالے گئے-اس کے بعد مدینے والے امن سے رہنے لگے' مدینے میں اسلام اچھی طرح پھیلنے لگا-مدینہ اسلام کا مضبوط قلعہ بن گیا-سارے ملک عرب نے جان توڑ کوششیں کیں کہ اسلام کا یہ قلعہ گرادیں مگر انھیں ناکامی ہوئی-اسلام اب ایک سخت چٹان کی طرح تھا کہ جو طاقت اس سے ٹکراتی وہ پاش پاش ہو جاتی-

مکے والوں کی مدینے پر چڑھائی

تم سمجھتے ہو گے کہ مکے کے بت پرستوں نے مکہ چھوڑنے کے بعد رسولؐ پاک کو مدینے میں چین سے رہنے دیا ہوگا-سینکڑوں میل دوری پر مدینے میں بھی ان لوگوں نے مسلمانوں کو چین نہ لینے دیا- مکے والے چاہتے تھے کہ رسولؐ پاک کو اور مسلمانوں کو دنیا میں کہیں بھی پناہ نہ ملے-مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا اور وہ ہو کر رہا-

مکے والوں نے جس طرح حبشیوں کے بادشاہ کے پاس اپنے آدمی بھیجے تھے کہ ہمارے آدمی واپس کردو اسی طرح پہلے تو انھوں نے مدینے کے یہودیوں اور سرداروں کو یہ لکھا کہ "ہماری قوم کے جو لوگ تمھارے شہر میں آکر بسے ہیں انھیں اپنے شہر سے نکال دو نہیں تو ہم تمھارے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے۔" مگر جب اس میں مکے والوں کو کچھ کامیابی نہ ہوئی تو مستقل جنگ کی تیاری کی۔

مکے والوں نے فوجیں تیار کیں۔اسلام کے مٹانے کا پکا ارادہ کرلیا۔اول تو مکے والوں نے چھاپے مارنے شروع کیے۔چوری چھپے آ آکر مدینے والوں کے جانور اڑا لے جانے لگے'اس کے بعد انھوں نے بڑا لشکر لاکر مسلمانوں کو مٹانا چاہا مگر وہ آپ ہی آپ مٹ گئے۔مسلمانوں کی فوج میں کل تین سو تیرہ آدمی تھے اور مکے والے ایک ہزار تھے۔مگر جب مقابلہ ہوا تو اسلام کی جیت ہوئی'اور اسلام کا جب سب سے بڑا دشمن ابوجہل تھا وہ بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔

اسلام کے خلاف سازش

پہلے مقابلہ میں جب مکے والوں کو ناکامی ہوئی تو انھوں نے سارے عرب میں اسلام کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔ہجرت کے پانچویں سال

مکے کے لوگ، عرب کے دوسرے قبیلے اور مدینے کے یہودی سب مسلمانوں کو نیست ونابود کرنے کی غرض سے ایک بڑا لشکر لے کر آئے۔

مسلمانوں نے اس سازش کا مقابلہ بڑی تدبیر کے ساتھ کیا۔ مدینے کے چاروں طرف خندق کھودی، تاکہ دشمنوں کا لشکر شہر میں نہ گھس سکے۔ مسلمانوں نے یہ خندق بڑی محنت سے تیار کی تھی، رسولؐ پاک بھی اس خندق کے کھودنے میں شریک تھے، اور سب سے زیادہ کام کرتے تھے۔

مسلمانوں نے خندق کھودتے وقت رسول اللہ سے درخواست کی کہ ہمیں اس وقت کے مناسب کوئی دعا سکھایئے رسولؐ پاک نے دعا سکھائی، جس کو مسلمان ایک جنگی ترانہ کی طرح پڑھتے جارہے تھے۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے۔ "اے اللہ ہمارے عیبوں کو چھپا اور ہمارے دلوں کا درد دور کر۔" یہ دعا بھی کرتے جاتے تھے:

"اے اللہ اگر تیری مہربانی نہ ہوتی تو ہم نہ ہدایت پاتے، نہ صدقہ خیرات دیتے نہ نماز پڑھتے۔ اے اللہ تُو ہم پر اطمینان نازل کر کہ جب اسلام کے دشمن سامنے آئیں تو ہم ثابت قدم رہیں۔ ہمارے دشمن ہمارے خلاف زیادتی کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں، وہ ہم کو تکلیفیں دے کر اسلام سے پھیرنا چاہتے ہیں اور ہم ہرگز ایسا نہیں چاہتے۔"

خندق کھودتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے اللہ سے دعا مانگتے جاتے تھے "اے اللہ مہاجرینؓ وانصارؓ پر برکت نازل کر۔"

خندق کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان نکل آئی جو کسی سے ٹوٹ نہ سکتی تھی۔ رسول اللہؐ سے عرض کیا گیا تو آپ نے کدال لے کر بڑے زور سے اس پر ماری۔ چٹان ٹوٹ گئی اور اس سے چمک پیدا ہوئی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: شام' روم اور یمن میں اسلام پھیلے گا۔ اس کے بعد اس کے باقی حصے ٹوٹے ان سے بھی ایک روشنی نکلی۔ آپؐ نے فرمایا ایران میں اسلام پہنچے گا۔

خندق تیار ہو چکی' چوبیس ہزار دشمن کے لشکر نے مدینے کے باہر ڈیرے ڈال دیے۔ شہر کے اندر یہودی طرح طرح کی باتیں بنا کر مسلمانوں کو تکلیف دیتے رہے مگر مسلمانوں کی ہمت میں کچھ فرق نہ آیا اور بڑی مضبوطی سے سب کا مقابلہ کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے اس لڑائی میں بڑی بہادری کے کام کیے۔

ایک مہینے تک چوبیس ہزار آدمیوں کا لشکر مدینے کے باہر پڑا رہا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح شہر میں گھس کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کر ڈالے' مگر اللہ اپنے پیارے بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس نے اپنی قدرت سے ایک رات ایسی زور کی آندھی چلائی کہ دشمنوں کے خیمے الٹ گئے' ان کے کپڑے اڑ گئے اور تمام لشکر کی آگ بجھ گئی اور سب کا فر راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس ناکامی کے بعد انھوں نے ایک اور شرارت کی کہ کچھ لوگ رسولؐ پاک کے پاس آ کر کہتے کہ ہمارے قبیلے کے لوگ اسلام سیکھنے کے لیے تیار ہیں۔ کچھ مسلمان ہمارے ساتھ کر دیجیے تاکہ وہ چل کر اسلام سکھائیں۔ رسولؐ پاک اور مسلمان تو یہ بات چاہتے ہی تھے۔ اسلام سکھانے کی امید پر مسلمان ان کے ساتھ ہو جاتے مگر دھوکے باز کافر انھیں شہید کر ڈالتے۔

اس طرح دھوکے اور دغا سے رسولؐ پاک کے بڑے بڑے ساتھی شہید کیے گئے، ایک دفعہ دس مسلمان شہید کیے گئے اور دوسری دفعہ ستّر اسلام کے چُنے ہوئے لوگ شہید کیے گئے۔

مکے والوں کی ناکامی

مکے والوں کو اللہ نے ہر وقت شکست دی۔ حبشیوں کے ملک میں ان کی ہار ہوئی۔ مکے میں اسلام کے مقابلہ میں انھیں شکست ہوئی۔ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں۔ مگر مسلمانوں نے انھیں سہا۔ رسولؐ پاک کو طرح طرح سے ستایا گیا، آپؐ کی ہنسی اڑائی گئی، ڈرایا گیا، دھمکایا گیا۔ دنیا کا لالچ دیا گیا۔ آخر میں آپؐ کے قتل کے مشورے کر کے طے کر چکے تھے کہ توبہ توبہ قتل کر ڈالیں اسی مقصد سے انھوں نے رسولؐ پاک کے گھر کو گھیر لیا تھا۔ اس میں بھی اللہ نے انھیں ناکام رکھا۔

مدینے میں رسولؐ پاک اور مسلمانوں کا پیچھا کیا گیا- پھر لشکر لاکر مسلمانوں اور اسلام کو ہمیشہ کے لیے مٹا دینا چاہا- اللہ نے اس ارادہ میں بھی انھیں ناکام رکھا اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن بری طرح مارا گیا اور وہی ہو کر رہا جو اللہ چاہتا تھا یعنی یہ کہ اسلام اول تا آخر تمام عرب میں پھیلا اور پھر اپنی نورانی کرنوں سے تمام دنیا کے ذرّے ذرّے کو چمکا دیا-

حدیبیہ کا عہدنامہ

ہجرت (مدینے میں آنے) کے چھٹے سال رسولؐ پاک نے خانہ کعبہ کی زیارت کرنی چاہی چنانچہ رسولؐ پاک اور چودہ سو مسلمان قربانی کے جانور لے کر مکے روانہ ہوئے- مسلمانوں نے ہتھیار بھی ساتھ نہیں لیے تھے جن سے کفار مکہ کو لڑائی کا اندیشہ ہوتا اور ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے دشمن بھی آتے تو ان کی روک ٹوک نہ کی جاتی تھی- صرف یہ ہی نہیں بلکہ حج کے مہینوں میں لڑائی لڑنا عربوں کے نزدیک بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا تھا-

مگر اس موقع پر مکے والوں کو جب معلوم ہوا کہ رسولؐ پاک خانہ کعبہ کی زیارت کے لیے آرہے ہیں تو نو میل کے فاصلہ پر پہنچ کر آگا باندھا اور مقام حدیبیہ میں ایک دم سے آپؐ کو مکے جانے سے روک دیا- آپؐ اور آپؐ کے ساتھی سب کے سب احرام باندھے ہوئے تھے-

رسولؐ پاک نے دو مسلمانوں کو مکے کے کافروں کے پاس بھیجا کہ انھیں سمجھائیں کہ مسلمانوں کے آنے کا مقصد صرف خانہ کعبہ کی زیارت ہے- اس کے سوا اور کچھ نہیں- مگر مکے کے کافروں نے دونوں مسلمانوں کو قید کرلیا- اس کے بعد یہ مشہور ہو گیا کہ وہ دونوں قتل کر دیے گئے- اب رسولؐ پاک نے مسلمانوں سے بیعت لی- یعنی اس بات کا پکا اقرار ان سے کرالیا کہ اسلام کی خاطر ہم اپنی جان اور مال سب کچھ دے دیں گے- تمام مسلمانوں نے بڑی خوشی سے یہ پکا اقرار کیا-

کافروں نے جو دیکھا کہ مسلمان رسولؐ پاک کے سچے جاں نثار ہیں- اگر کوئی لڑائی ہوئی تو ہم پس جائیں گے- انھوں نے حدیبیہ کے مقام پر ایک عہد نامہ کیا- اس عہد نامہ کا نام "صلح نامہ حدیبیہ" ہے- رسولؐ پاک دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے تھے- اس لیے مکے کے بت پرستوں نے عہد نامہ میں جو شرطیں رکھیں سب آپؐ نے قبول کرلیں- آپ سارے جہاں کے لیے رحمت تھے- آپؐ لوگوں کی جانوں کا تباہ ہونا اچھا نہ سمجھتے تھے' اس لیے آپؐ نے لڑائی کے مقابلہ میں صلح کو پسند کیا- اس صلح نامہ کی یہ شرطیں تھیں:

۱- مسلمان اس سال حج نہ کریں لوٹ جائیں-

۲- اگلے سال حج کریں- مگر مکے میں تین دن سے زیادہ نہ رہیں-

۳- مکے کا کوئی آدمی مسلمان ہو کر مدینے چلا جائے تو اسے مدینے میں نہ رہنے دیا جائے' بلکہ مکے والوں کو واپس کر دیا جائے اور اگر کوئی مسلمان مکے میں آ جائے یا مکے میں موجود ہو تو مکے والے اسے نہ دیں گے۔

۴- عرب کے باقی قبیلے اگر مسلمانوں کے طرفدار بننا چاہیں تو وہ مسلمانوں کے ساتھی سمجھے جائیں گے اور اگر مکے والوں کے طرف دار ہوئے تو مکے والوں کے ساتھی ہوں گے۔

رسولؐ پاک اور مسلمان اس عہد نامہ پر ہر طرح قائم رہے۔ اس عہد نامہ کا فائدہ یہ ہوا کہ دو سال تک عرب کے بسنے والوں کو سوچنے سمجھنے کا موقع ملا۔ انھوں نے اسلام کو سمجھنے کی کوشش کی۔ اسلام کے خلاف عربوں کے خیالات جو پہلے تھے اب وہ نہ رہے اور کچھ کچھ بدلنے لگے۔ اس عہد نامہ کو قرآن نے مسلمانوں کے لیے کھلی فتح کہا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

دنیا کے بادشاہوں کے نام اسلام کا بلاوا

اس عہد نامہ کے بعد ایک دن رسولؐ پاک نے صبح کی نماز کے بعد مسلمانوں سے فرمایا اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ میں تم کو اسلام سکھانے کے لیے مختلف ملکوں میں بھیجوں۔ کیونکہ اللہ نے مجھے ساری دنیا کے لیے پیغمبرؐ بنا کر بھیجا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اللہ کا پیغام ملکوں کے امیروں اور بادشاہوں تک پہنچاؤں'

تا کہ دنیا اللہ کے اس نور سے محروم نہ رہے۔

رسولؐ پاک نے مسلمانوں کو اسلام کے پھیلانے کی ضرورت جتلائی اور فرمایا دیکھو تم دنیا میں اس لیے ہو کہ لوگوں کو برائیوں سے روکو۔ اچھائیوں کا حکم دو۔ جاؤ اللہ کے بھروسے پر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کو اسلام کا پیام پہنچاؤ۔

رسولؐ پاک نے اپنی مہر تیار کرائی۔۔ جس پر " محمد رسول اللہ " کھدا ہوا تھا اور آپؐ نے اس زمانے کے بڑے بڑے بادشاہوں کے نام اسلام کے بلاوے کے خط لکھے۔

اس وقت دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ یہ تھے' روم کا بادشاہ جس کو قیصر روم کہا جاتا تھا۔ قیصر کی حکومت دنیا کے بہت بڑے حصے پر تھی۔ قیصر کو اسلام کا بلاوا دینے کا یہ مطلب تھا کہ ساتھ ساتھ اس کی رعایا کو بھی بلاوا پہنچے کیونکہ بادشاہوں کی وجہ سے رعیت کی ذمہ داری بھی اس پر تھی۔

دوسرا بڑا بادشاہ ایران کا کسریٰ تھا۔ یہ بھی بڑا بادشاہ تھا' بڑے بڑے ملک اور قومیں اس کے ماتحت تھیں۔ کسریٰ کو اسلام کا بلاوا دینے کا مطلب یہ تھا کہ کسریٰ کے ساتھ اس کی رعیت کو بھی یہ پیغام پہنچ جائے۔

اسی طرح مصر کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ حبشیوں کے

بادشاہ نجاشی کو اسلام کا پیام بھیجا گیا تھا۔ اس وقت جتنی دنیا تھی یعنی امریکا کے علاوہ دنیا کے سارے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تھی۔ تم بڑے ہو کر تاریخ میں پڑھو گے کہ اس وقت کی دنیا ان بڑے بڑے بادشاہوں کے قبضے میں تھی۔ ان بادشاہوں کو اسلام کا پیام دینا گویا ساری دنیا کو اسلام کا پیام دینا تھا۔

دنیا کے بادشاہوں کے نام جو خط لکھے گئے تھے ان کے مضمون مختلف تھے مگر ایک بات سب میں تھی وہ یہ کہ اے بادشاہ اسلام لا یعنی اللہ کی فرمانبرداری قبول کر۔ اگر اسلام لائے گا تو سلامت رہے گا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔" دوسری بات جو ان دعوت ناموں میں تھی وہ یہ تھی کہ اگر تم ہدایت کی راہ پر نہ آئے تو تمہارے ساتھ تمہاری رعایا بھی گمراہ رہے گی اور اس کا وبال تمہاری گردنوں پر رہے گا۔

رسولؐ پاک نے جو عیسائی بادشاہوں کو خط لکھے ان میں قرآن کی ایک آیت لکھی جس کا مطلب یہ ہے" اے کتاب والو یعنی اے یہودیو اور عیسائیو! ان سب باتوں میں تم سب ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہیں۔ وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی پوجا نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور بندوں میں سے کسی کو اپنا معبود نہ بنائیں۔ اللہ کے سوا کسی کو بڑا نہ مانیں، اگر اہلِ کتاب اس کو نہ مانیں تو کہہ دو کہ ہم تو اللہ ہی کے فرمانبردار ہیں۔"

ان خطوں کے جو نتیجے نکلے وہ تاریخ کی بڑی بڑی کتابوں میں موجود ہیں تم بڑے ہو کر پڑھو گے ہاں اتنا سمجھ لو کہ جنھوں نے رسولؐ پاک کی باتوں کو مانا وہ بچ گئے اور جنھوں نے نہ مانا ان کی حکومتیں مٹ گئیں' ان کی نسلیں برباد ہو گئیں۔ سوچو تو اللہ کے رسول کے حکم کو نہ ماننا کتنی بری بات ہے۔ نہ ماننے میں تباہی اور بربادی ہے' ماننے میں نجات اور کامیابی۔

مکے کی فتح

مکے والوں نے حدیبیہ کے عہد نامے کو توڑ ڈالا۔ وہ اپنے طرفداروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے طرف دار کافروں پر حملہ آور ہوئے۔ تم نے اس عہد نامے میں یہ شرط پڑھی تھی کہ جو قبیلے چاہیں مسلمانوں سے میل اور صلح رکھیں اور جو قبیلے چاہیں مکے والوں کے طرف دار بن جائیں' ان قبیلوں کے لیے بھی اس عہد نامے کی شرطیں اور اس کی پابندی ایسی ضروری تھی جیسی مسلمانوں اور مکے کے کافروں کے لیے' مگر مکے کے کافروں کے حلیف مسلمانوں کے حلیف قبیلے پر چڑھ دوڑے' اور ان کے بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا۔ مسلمانوں کے ساتھی قبیلے نے خانہ کعبہ میں پناہ لی' وہاں بھی بے چاروں کو امن نہ ملی۔ مکے کے کافروں نے اپنے ساتھی قبیلے کی مدد کی مسلمانوں کا حلیف قبیلہ رسولؐ پاک کے پاس اپنی فریاد لے کر گیا۔

آپؐ نے مکے والوں کے سامنے تین باتیں پیش کیں (۱) مسلمانوں کے حلیف قبیلے کے مقتولوں کا خوں بہا دیں یعنی جو مارے گئے ہیں ان کے خون کے عوض میں ان کے وارثوں کو روپیہ دیں (۲) اپنے ساتھی قبیلے کی مدد نہ کریں۔ (۳) اگر یہ دونوں باتیں نہ مانیں تو عہد نامہ ٹوٹ جائے گا اور عہد نامہ کی مدت ختم کر دی جائے گی۔ مکے کے کافروں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ "ہم عہد نامہ توڑتے ہیں۔" اس کے بعد مسلمانوں کے لیے اس عہد نامہ پر قائم رہنا ضروری نہ رہا۔

مسلمانوں نے اپنے حلیف قبیلے کی مدد کے لیے دس ہزار فوج تیار کی' یہ دس ہزار فوج کیسی تھی؟ یہ لوگ سب کے سب سچے مسلمان تھے۔ تاریخ والے ان کو ان کی ایمانی خوبیوں کی وجہ سے قدوسی (پاک لوگ) کہتے ہیں۔ یہ لوگ مکے پہنچے۔ صرف اس لیے کہ اللہ کے گھر یعنی خانہ کعبہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امن کی جگہ بنائیں اور ظلم اور زبردستی کو دنیا سے مٹا دیں۔ اس فوج کے سردار ہمارے تمہارے ہادی رسولؐ پاک تھے۔

تم خیال کرتے ہو گے کہ رسولؐ پاک مکے پر فوج لے جا رہے ہوں گے تو شاید بڑے کروفر اور نمائش کے ساتھ جا رہے ہوں گے' جس طرح عام بادشاہوں کا دستور ہے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ آؤ ہم بتائیں ذرا دیر سوچو تو کیا یہ وہ مکہ تو نہیں

ہے جہاں لگاتار تیرہ سال دن رات رسولؐ پاک اور مسلمانوں کو ستایا گیا؟ آپؐ کی اور آپؐ کے ماننے والوں کی جانیں لینے کی کوششیں کی گئیں اور یہ سب اسلام کے مٹانے کے لیے کیا گیا؟ مسلمان اسلام کے ان ہی دشمنوں پر چڑھ کر آ رہے ہیں' رسولؐ پاک تمام فوج کے سردار ہیں' باوجود اس کے ایک اونٹنی پر نہ صرف آپؐ اکیلے سوار ہیں بلکہ آپ کے ایک غلام آپؐ کے ساتھ ہیں۔ دس ہزار قدوسی آپؐ کے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں' رسولؐ پاک اور مسلمان سر نیچے کیے ہوئے ہیں اور اللہ کی بڑائی اور تعریف بیان کرتے ہوئے مکے کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

شام کے وقت اللہ کے یہ فرمانبردار مکے کے باہر آ کر اترے۔ رسولؐ پاک نے حکم دیا کہ خوب روشنی کرو۔ رات اسی جگہ گذاریں گے۔ سامنے مکے کی آبادی ہے' اس بستی کی گلیوں میں رسولؐ پاک کو جادوگر کہا گیا تھا۔ آپؐ کی ہنسی اڑائی گئی تھی۔ آپؐ کو دنیا کا لالچ دیا گیا تھا۔ مکے کے رہنے والے رسولؐ پاک اور مسلمانوں کے خون کے پیاسے تھے۔ اسی سبب سے رسولؐ پاک اور مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا تھا۔ رسولؐ پاک اور مسلمانوں کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا تھا۔ رسولؐ پاک اور مسلمان بالکل بے قصور تھے۔ اگر کوئی گناہ تھا تو بس اتنا تھا کہ رسولؐ پاک اور آپؐ کے ساتھی لوگوں کو سچے دین کی طرف بلا رہے تھے۔

کوئی اور بادشاہ ہوتا تو ایسی ظالم بستی کے رہنے والوں کا راتوں رات نیند

ہی کی حالت میں کام تمام کر دیتا۔ مگر یہ دین کے بادشاہ ایسے اچھے اور رحم دل ہیں کہ اگر کسی کو کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے درد سے بے چین ہو جاتے ہیں' قوم مارتی ہے' ستاتی ہے۔ مگر اس پر بھی آپ قوم کی بھلائی اور ہدایت کی دعا مانگتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ "اے اللہ میری قوم مجھے جانتی نہیں' انھیں سمجھ دے۔"

غرض کہ رسولؐ پاک اور مسلمان رات بھر مکے کے باہر اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔

صبح کو رسولؐ پاک نے مکے والوں کے لیے یہ اعلان کیا کہ مسلمان شہر میں داخل ہوں گے (۱) جو آدمی اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھا رہے گا اسے کچھ نہ کہا جائے گا (۲) جو لوگ مکے کے سردار ابوسفیان کے گھر میں رہیں گے انھیں امان ہوگی (۳) جو لوگ خانہ کعبہ کے صحن میں داخل ہوں گے انھیں کوئی تکلیف نہ دی جائے گی۔

غرض کہ پاک لوگوں کی یہ فوج رسولؐ پاک کے ساتھ ساتھ مکے میں داخل ہوئی۔ ہر طرف امن اور اطمینان ہے۔ مکے کی وہی گلیاں ہیں' وہی در و دیوار ہیں' وہی لوگ ہیں جو دن رات اسلام کے مٹانے کے لیے طرح طرح کے جتن کرتے رہتے تھے۔

رسولؐ پاک اونٹنی پر سوار ہیں خانہ کعبہ سامنے ہے' مکے کے لوگ شرمائے

ہوئے سر جھکائے آپؐ کے سامنے کھڑے ہیں آپؐ ان سے پوچھتے ہیں "تم لوگ آج مجھ سے کس قسم کے سلوک کی امید رکھتے ہو؟" مکے والے آپؐ کے رحم وکرم کو اچھی طرح جانتے تھے' وہ سب کے سب بول اٹھے' آپؐ مہربان ہیں' آپؐ رحم والے ہیں' آپؐ مہربان بھائی کے بیٹے ہیں۔

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا "جاؤ تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔"

اس کے بعد رسولؐ پاک نے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا جن کی تعداد ۳۶۰ تھی۔ بس اس دن سے قیامت تک کے لیے خانہ کعبہ بتوں کی پوجا سے پاک ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا پوری ہوئی۔ اس گھر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے لیے بنایا تھا۔ رسولؐ پاک نے اسے بتوں سے صاف کر کے پھر سے اللہ کا گھر بنا دیا۔

رسولؐ پاک نے مکے والوں سے اسلام کے معاملے میں کچھ نہ کہا۔ وہ خوب سوچ سمجھ کر آپ ہی آپ مسلمان ہو گئے اور آئندہ کے لیے مکہ مسلمانوں کی پاک بستی بن گئی۔ اللہ کی رحمت اور برکت اس پاک بستی پر دن رات نازل ہو۔

عرب میں گھر گھر اسلام کا چرچا

مکے کی فتح کے ساتھ ہی سارا عرب اسلام کے آگے جھک گیا۔ عرب کے رہنے والوں نے اسلام کی اچھائیوں کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔ اس کے علاوہ

فتح کے بعد رسولؐ پاک کی عام معافی نے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچا۔ ایسا اچھا معاملہ اور ایسی اچھی عادتیں انھوں نے پہلے کبھی نہ دیکھیں تھیں اور نہ سنیں تھیں۔

عربوں کے قبیلے آ آ کر مسلمان ہونے لگے۔ رسولؐ پاک کے پاس رہ کر اسلام سیکھتے پھر اپنے قبیلوں میں جا کر لوگوں کو اسلام سکھاتے۔ تاریخ والے اس سال کو وفدوں کا سال کہتے ہیں یعنی اس سال رسولؐ پاک کے پاس عربوں کی ٹولیوں کی ٹولیاں آتیں اور اسلام قبول کرتیں۔

قرآن میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا گیا ہے "جب اللہ کی مدد اور کامیابی آئی تو دیکھا تُو نے لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ پس اللہ کی بڑائی اور بزرگی بیان کر۔ اس سے معافی مانگ۔ بے شک وہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔"

رسولؐ پاک کے آخری حج سے پہلے عرب سے بت پرستی مٹ گئی۔ لوگ ایک اللہ کے آگے جھک گئے اور سارے ملک عرب کا ایک ہی دین ہو گیا۔ چاروں طرف سے اَللّٰہُ اَکْبَر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اب سارا عرب اسلام کی روشنی سے جگمگا اٹھا۔ اسلام کی باتیں عرب کے بچے بچے میں نظر آنے لگیں۔ عرب کا صحرا کلمہ توحید سے گونج اٹھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

رسول پاک کا آخری حج

ہجرت کے دسویں سال رسولؐ پاک نے اپنا آخری حج کیا۔ اس حج میں اسلام کے ماننے والوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ اتنا بڑا مجمع ہے۔ یہ سب لوگ ایک خیال کے ہیں۔ ایک اللہ کے ماننے والے ہیں۔ سب کے دل بدل گئے ہیں۔ رسولؐ پاک کے قدموں پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔

ایک عجیب سماں تھا جو دنیا نے دیکھا۔ وہی مکہ ہے۔ جہاں آپؐ کی بات کو کوئی سننے والا نہ تھا۔ وہی مکہ ہے جہاں آپ کو جادوگر کہا جاتا تھا۔ وہی مکہ ہے جہاں آپؐ پر پتھر برسائے جاتے تھے، وہی مکہ ہے جہاں کے لوگ اپنے کانوں میں روئی ڈالے رہتے تھے کہ آپؐ کی بات نہ سن لیں، وہی مکہ ہے جہاں آپؐ کے قتل کی تدبیریں کی گئیں۔ مگر اللہ نے ان تدبیروں کو ناکام کیا۔

اب آج آپؐ کے آخری حج کے دن مکے کے بسنے والے آپؐ کا ایک ایک لفظ سننے کے لیے بے تاب ہیں۔ رسولؐ پاک کو اپنا ہادی اور اپنا آقا مان رہے ہیں، آپؐ کے حکموں کو ماننے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسی حج کے بعد اللہ نے قرآن کی یہ آیت اتاری۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً۔ آج

کے دن میں نے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ دین کے پورے ہونے کا مطلب ہے کہ اس کے بعد کوئی نیا دین نہ آئے گا اور نعمت کے پورے ہونے سے یہ مراد تھی کہ رسالت پوری ہوگئی۔ اب اس کے بعد کسی نبی یا پیغمبر کی ضرورت دنیا کو نہ رہے گی۔ بس رسول ؐ کی رسالت ساری دنیا کے لیے آخری رسالت ہے اور اسلام آخری دین ہے۔ اب کسی نئے دین کی ضرورت نہ ہوگی۔

اس حج کے موقع پر رسولؐ پاک نے مسلمانوں کو کچھ نصیحتیں کیں تھیں۔ وہ نصیحتیں ایسی اچھی ہیں کہ ہم کو چاہیے کہ ان پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ وہ نصیحتیں یہ ہیں ذرا کان لگا کر سنو۔

" لوگو تمھاری جانیں اور تمھارا مال اور تمھاری آبروئیں اور عزتیں ایک دوسرے کے لیے ایسی عزت والی ہیں جیسا کہ یہ حج کا مہینہ عزت والا مہینہ ہے۔ یہ حج کا دن عزت والا دن ہے، یہ مکہ کی جگہ عزت والی جگہ ہے۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو۔ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں ہے۔ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور سب بھائیوں کے حقوق برابر ہیں، تمھاری عورتوں کے تم پر حقوق ہیں۔ عورتیں تمھارے ہاتھ میں اللہ کی امانت ہیں۔ پس تم ان سے اچھا برتاؤ کرو۔ تمھارے غلام اللہ کے بندے ہیں جو خود کھاؤ

ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو ان کو پہناؤ۔ لوگو! میں تمہارے لیے دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ دو چیزیں اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کا طریقہ ہیں۔"

آخر میں رسولؐ پاک نے لوگوں سے پوچھا "لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت پوچھا جائے گا۔ تو تم کیا جواب دو گے؟"

سب مسلمانوں نے ایک ہی آواز میں کہا "ہم شہادت دیں گے کہ آپؐ نے اللہ کے حکم ہم تک پہنچا دیے، آپؐ نے نبوت کے کام کو اچھی طرح انجام دیا۔ آپؐ نے کھرا اور کھوٹا ہم کو اچھی طرح بتا دیا۔

اسی وقت رسولؐ پاک نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا: "اے اللہ سن لے! اے اللہ سن لے! تیرے بندے کیا گواہی دے رہے ہیں۔ اے اللہ گواہ رہ۔ یہ سب کے سب لوگ کیا صاف اقرار کر رہے ہیں۔"

پھر رسولؐ پاک نے مسلمانوں کو سمجھایا "دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں، یہ سب باتیں پہنچا دیں۔ ممکن ہے کہ بعض سننے والوں سے وہ لوگ زیادہ ان باتوں کو یاد رکھیں اور ان کی حفاظت کریں اور اسلام کی باتوں کو اوروں تک پہنچائیں۔"

رسولؐ پاک کی وفات

ہجرت کا گیارھواں سال ہے۔ رسولؐ پاک آخری حج کر کے مدینے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ رسولؐ پاک نے مسلمانوں کو اس حج کے موقع پر پوری باتیں بتادی ہیں۔ اللہ نے اسی موقع پر آپؐ کو دین کے پورا ہونے اور نبوت کے ختم ہونے کی خوش خبری دے دی۔ اس بات سے رسولؐ پاک کے بڑے بڑے ساتھیوں کو معلوم ہونے لگا تھا کہ آپؐ اپنا کام پورا کر چکے اور اب بہت دن ہمارے ساتھ نہ رہیں گے۔

آخری حج سے واپس آنے کے بعد رسولؐ پاک نے وفات سے ایک مہینے پہلے مسلمانوں کو جمع کر کے یہ نصیحتیں کیں۔ "لوگو! اللہ کی سلامتی اور حفاظت اور مدد تمھارے ساتھ ہو۔ اللہ تمھیں بڑھائے۔ اللہ تم کو سیدھی راہ پر چلنے کی طاقت دے۔ اللہ تمھیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ دنیا کی مصیبتوں سے بچائے اور سلامت رکھے۔ میں تمھیں خدا ترسی اور پاکیزگی کی تاکید کرتا ہوں اور تمھیں اپنا جانشین بناتا ہوں۔ تم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے رہو گے۔ تم کو تاکید کرتا ہوں کہ اللہ کی بستیوں میں گھمنڈ اور غرور نہ پھیلنے پائے۔"

آخر میں رسولؐ پاک نے فرمایا" میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو

حاصل ہوں گی۔ مجھے یہ ڈر نہیں کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن ڈر اس بات کا ہے کہ دنیا کے لالچ اور فتنے میں پڑ کر تم کہیں اسی طرح ہلاک نہ ہو جاؤ۔ جیسے پہلی قومیں تباہ ہو گئیں۔"

آخر میں آپؐ نے سب مسلمانوں پر جو قیامت کے نمودار ہونے تک اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے، سلام بھیجا۔

کچھ دنوں بعد آپؐ کو بخار آیا۔ آپؐ کا بخار کبھی بڑھ جاتا تھا، کبھی کم ہو جاتا تھا۔ وفات سے پانچ دن پہلے آپؐ دو ساتھیوں کے کندھوں پر سہارا دے کر مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھا دیا کہ "تم سے پہلے ایک قوم گزری ہے جس نے نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا تھا۔ تم ہرگز ایسا نہ کرنا۔ اس قوم پر اللہ کا بڑا غضب ہے جس نے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنایا۔ دیکھو! میں تمھیں اس بات سے روکتا ہوں۔ دیکھو میں تمھیں سب باتیں پہنچا چکا۔ اللہ! تو اس بات کا گواہ رہ! اے اللہ تو اس بات کا گواہ رہ!"

ان نصیحتوں کے بعد رسولؐ پاک نے مسلمانوں سے پوچھا" کسی مسلمان کا مجھ پر کوئی حق ہو تو وہ اپنا حق مجھ سے مانگے اور لے لے۔" ایک مسلمان سے رسولؐ پاک نے کچھ قرض لیا تھا آپؐ نے اسے وہ قرض ادا فرمایا۔

اس کے بعد آپؐ کا ضعف زیادہ ہو گیا۔ آخر پیر کے دن ۶۳ سال کی عمر

میں آپؐ اپنے اللہ سے جا ملے۔ وفات کے وقت آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔ "نماز! نماز!! اور لونڈی غلام کے حق"۔

آخر میں فرمایا "اے اللہ تو بہترین دوست ہے۔"

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

(اے اللہ تو محمدؐ اور محمدؐ کی اولاد پر رحمت' برکت اور سلامتی بھیج۔)

آپ کے عظیم نونہال

رفعتِ فکر کے لیے اور عظمتِ پاکستان کے لیے ان کو فکرِ دین سے آراستہ کیجیے اور ان کو نونہال ادب کی دینی کتب پڑھنے کو دیجیے۔

ہمدرد کی دینی کتب آپ کے لیے بھی فکرِ دین کا سامان فراہم کرتی ہیں۔

کتاب	قیمت
نورستان تبلیغی ایڈیشن	۱۰۰ روپے
نورستان طالب علم ایڈیشن	۴۰ روپے
خودی، تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۶۵ روپے
خودی، مفکرین اسلام	۴۵ روپے
نظریہ و فلسفہ تعلیم اسلامی جلد اول	۹۰ روپے
نظریہ و فلسفہ تعلیم اسلامی جلد دوم	۴۵ روپے
تصور ریاست اسلامی	۱۰۰ روپے
دانائے سبل	۷۰ روپے
قرآن۔ مقصد و منہاج	۴۰ روپے
شاہ راہ زندگی	۴۵ روپے
عرفانستان	۱۰۰ روپے
فکرستان	۵۰ روپے
ارض قرآن حکیم	۳۰ روپے
نور کے پھول	۲۰ روپے
امن	۴۰ روپے
تلاش امن	۲۰ روپے
سب سے بڑے انسان (پشتو)	۷ روپے
سب سے بڑے انسان (گجراتی)	۶ روپے
سب سے بڑے انسان (سندھی)	۴ روپے
سب سے بڑے انسان (پنجابی)	۷ روپے
حلال و حرام اسلام میں	۱۵ روپے
مقالات شام ہمدرد (آؤ محبت کریں) ۱۹۸۵	۱۲۵ روپے
مقالات شام ہمدرد (احترام) ۱۹۷۲	۴۰ روپے
داستانِ حج	۳۰ روپے
اکیسویں صدی کی جانب (جلد اول)	۱۵۰ روپے
اکیسویں صدی کی جانب (جلد دوم)	۱۵۰ روپے
مسائل و افکار	۵۰ روپے
کتابوں کی کتاب	۱۵۰ روپے
اقدارِ حیات	۱۲ روپے
لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب	۱۰ روپے

☆ ہمدرد فاؤنڈیشن۔ الجید سینٹر۔ ناظم آباد نمبر ۳۔ کراچی۔ ۷۴۶۰۰

☆ ہمدرد کتابستان۔ سیوا کنج بلڈنگ۔ شاہراہ لیاقت۔ کراچی

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کا لمحہ لمحہ،
صفحۂ ہستی پر نقشِ دوام ہے

"نقوشِ سیرت"

حکیم محمد سعید شہید کی روشن تحریر
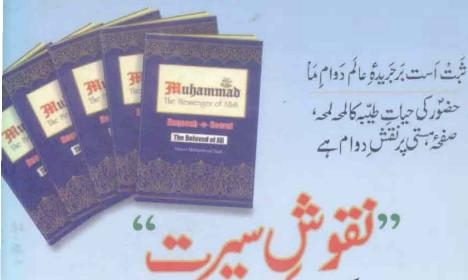
حکیم محمد سعید شہید نے صحّتِ جسمانی کے علاوہ صحّتِ رُوحانی کے لیے بھی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دی ہیں۔ انتظامی اعتبار سے متعدّد دینی کانفرنسوں کا انعقاد اور تخلیقی حوالے سے مذہبی مطبوعات کا قابلِ قدر سلسلہ ان کے جذبۂ ایمانی کا عکاس ہے۔

نونہالوں کی کردار سازی کے سلسلے میں پانچ حصوں پر مشتمل حضورؐ کی مثالی زندگی سے متعلق ایک کتابی سلسلہ "نقوشِ سیرت" کے عنوان سے تحریر کیا جس سے بچّوں کے علاوہ عام قارئین بھی فیض حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب رفیع الزّماں زبیری نے "نقوشِ سیرت" کو عام فہم انگریزی زبان کے قالب میں ڈھال دیا ہے اور ہمدرد فاؤنڈیشن نے اسے انگریزی کے قارئین کے لیے

کے نام سے شائع کر دیا ہے۔

۵ کتابچوں پر مشتمل یہ مکمل سیٹ -/۲۲۵ روپے میں اور مجلّد -/۳۰۰ روپے میں دستیاب ہے

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، ناظم آباد نمبر ۳، کراچی ۷۴۶۰۰